۱۳۲۲ھ — صد سالہ جشن دار العلوم منظر اسلام مبارک — ۱۴۲۲ھ

تذکرہ

مولانا سید وزارت رسول

قادری رضوی حامدی

از قلم

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل
کراچی

Marfat.com

تذکرہ

مولانا سید وزارت رسول

قادری رضوی حامدی

تحریر

صاحبزادہ وجاہت رسول قادری

ناشر

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

نام ---------- تذکرہ مولانا وزارت رسول قادری

تحریر ---------- سید وجاہت رسول قادری

سن اشاعت ---------- ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء

تعداد ---------- ایک ہزار

نگران طباعت ---------- اقبال احمد اختر القادری

ھدیہ ---------- =/20 روپیہ

ناشر ---------- ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

تقسیم کار

المختار پبلی کیشنز

25، جاپان مینشن، رضا چوک، ریگل صدر کراچی، 74400

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل اسلام آباد

D-44/4، اسٹریٹ، 38، سیکٹر F-6/1

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ

رحمتِ عالم نورِ مجسم احمد مصطفےٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت فاطمہ زہرا خاتونِ جنت زوجۂ مطہر حضرت علیؓ

(۳) حضرت امام حسینؓ
(۴) حضرت امام زین العابدین
(۵) حضرت امام محمد باقر
(۶) حضرت امام جعفر صادق
(۷) حضرت امام موسیٰ
(۸) حضرت امام قاسم
(۹) سید علی رضا
(۱۰) سید محمد مہدی
(۱۱) سید محمد جعفر
(۱۲) سید ابو محمد
(۱۳) سید علی عسکری
(۱۴) سید ابو القاسم
(۱۵) سید محی الدین
(۱۶) سید احمد
(۱۷) سید کریم الدین
(۱۸) سید رکن الدین
(۱۹) سید محمد موسیٰ گیلانی
(۲۰) سید نور گیلانی
(۲۱) سید ابدال گیلانی
(۲۲) سید اسمٰعیل بورلوی
(۲۳) سید ابی الحیات گیلانی
(۲۴) سید قبیص گیلانی
(۲۵) سید میاں بل شیر گیلانی
(۲۶) سید عبد الواحد گیلانی بخاری
(۲۷) سید زین العابدین بخاری
(۲۸) سید عبد الرسول احمد آبادی
(۲۹) سید فضل الرسول احمد آبادی
(۳۰) سید احمد رسول شوقی
(۳۱) سید ہدایت رسول لکھنوی
(۳۲) سید ولادت رسول قادری
(۳۳) سید وجاہت رسول قادری
(۳۴)

Marfat.com

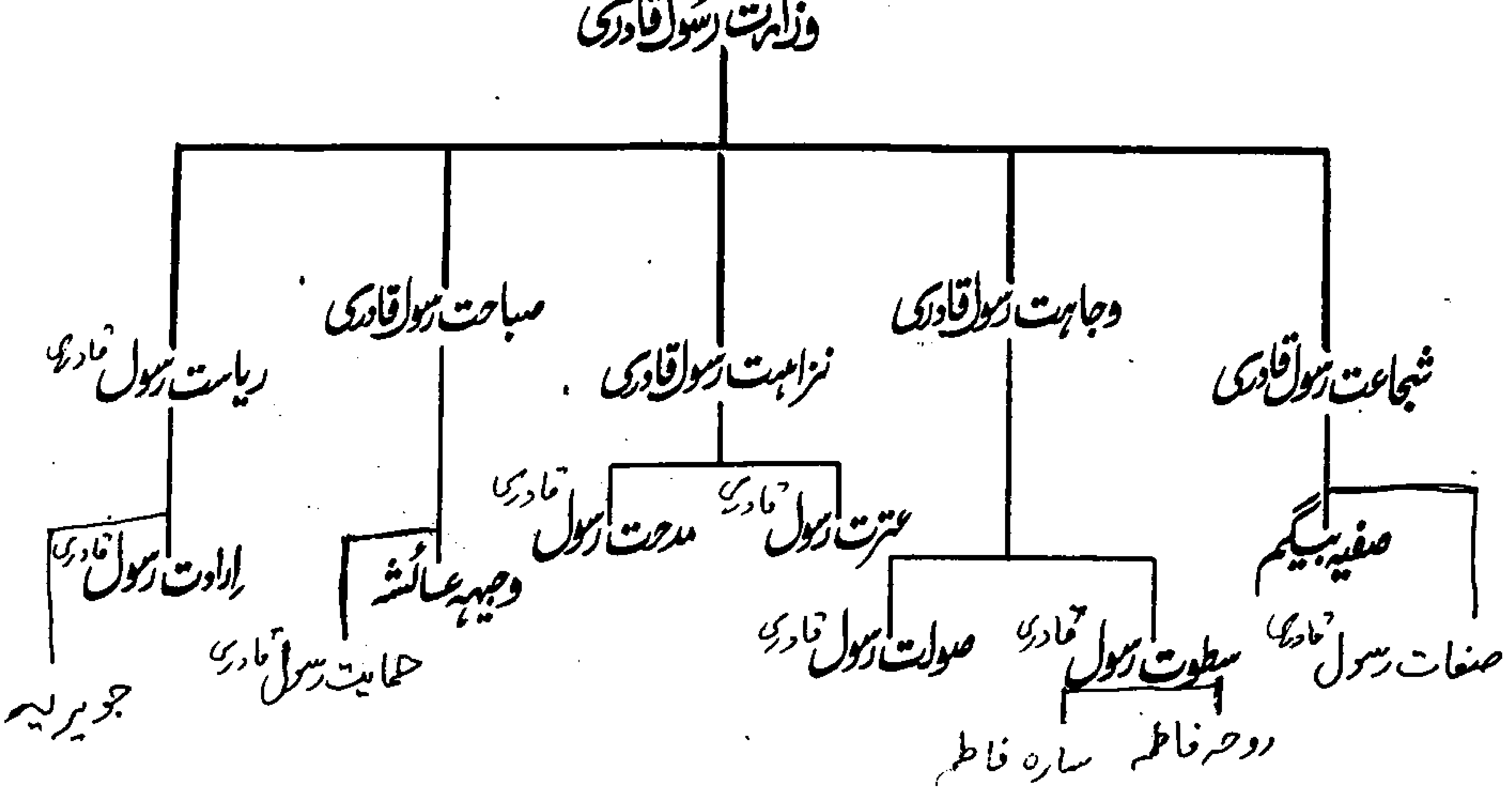
وزاہت رسول قادری
شجاعت رسول قادری
وجاہت رسول قادری
نزاہت رسول قادری
صباحت رسول قادری
ریاست رسول قادری
صفیہ بیگم
صنعات رسول قادری
سطوت رسول قادری
صولت رسول قادری
روحہ فاطمہ
سارہ فاطمہ
عترت رسول قادری
مدحت رسول قادری
وجیہہ عائشہ
حمایت رسول قادری
ارادت رسول قادری
جویریہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ

مولانا سید وزارت رسول

قادری رضوی حامدی

✻

حافظ مرید جام جم است اے صبا برو
وز بندہ بندگی برساں شیخ جام را

دائیہ :

فاضل نوجوان عزیزی مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری زید علمہ وسلمہ تعالیٰ گزشتہ
ں سال سے شاہزادہ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
الرضوان کی حیات، سیرت و کردار اور کارناموں پر ایک کتاب مرتب کر رہے ہیں، اس سلسلہ
ں انہوں نے فقیر سے بھی رابطہ کیا اس لئے کہ ان کے علم میں یہ بات آئی کہ فقیر کے والد
جد مولانا سید وزارت رسول قادری رضوی حامدی علیہ الرحمۃ اور ان کے گھرانے کے
ۃ الاسلام علیہ الرحمۃ سے خصوصی روابط رہے ہیں اور یہ کہ والد ماجد کو آپ سے شرف بیعت
خلافت حاصل رہی ہے۔ چنانچہ احقر کے پاس حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ والرضوان کے سلسلہ

Marfat.com

میں جو کچھ بھی مواد و ماخذ موجود تھا وہ شاہ صاحب کو مہیا کر دیا، لیکن ان کا اصرار یہ بھی تھا کہ فقیر اپنے والد ماجد رحمہ اللہ کی زندگی کے حالات کے متعلق کچھ اپنے قلمی تاثرات بھی قلبند کرے۔

چونکہ حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب زیدہ مجدہ فقیر کے محسنین اور مخلصین میں سے ہیں اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی خدمت کے حوالے سے احقر پر اور بھی زیادہ لطف و کرم اور نظر عنایت فرماتے ہیں، پھر مزید یہ کہ برھانپور شریف کے دور دراز دیہات میں بیٹھ، کر جہاں نہ بجلی ہے نہ پانی، نہ راستے پکے ہیں، وہ دین متین اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کی جو قلمی خدمت انجام دے رہے وہ اس قدر اہم اور قابل قدر ہے کہ فقیر کے لئے ان کی بات ٹالنا ممکن نہیں رہا، اس لئے احقر نے ان سے اس کام کی حامی بھر لی، لیکن بد قسمتی سے گذشتہ ۲؍ سال سے فرائض منصبی کے مشاغل کی ادائیگی اور ادارہ کی مصروفیات کی وجہ سے یہ کام ملتوی ہوتا رہا۔ اب جبکہ مجھے کچھ فرصت ملی اور ان کی طرف سے اصرار بھی بڑھ رہا تھا تو میں نے یہ چند سطور والد ماجد حضرت مولانا سید وزارت رسول قادری حامدی علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی پر تحریر کی ہیں جو نذر قارئین ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

ان حالات کی قلمبندی میں فقیر نے زیادہ تر اپنی یادداشت پر بھروسہ کیا ہے، کچھ واقعات میں نے اپنی والدہ محترم مرحومہ مغفورہ برادر اصغر ریاست رسول قادری اور پھوپھی صاحب مرحومہ مغفورہ سے سنے تھے، کچھ خاندان کے بزرگوں اور والد صاحب کے احباب سے نقل کیے ہیں، باقی اپنا مشاہدہ اور مطالعہ ہے، بایں ہمہ تفصیل یہ حقیقت ہے کہ یہ پوری تحریر حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری زیدہ لطفہ، کا صدقہ جاریہ ہے، اس میں جہاں جہاں فروگذاشت ہیں یہ فقیر کی اپنی کوتاہی اور کم علمی کے باعث ہے، اس کی اصلاح کر لی جائے اور اس میں جو خوبیاں نظر آئیں وہ صاحب ذکر، جد امجد اور ان کے بزرگوں کی کرامت ہے، اور اس میں اگر قلم کی جولانیاں نظر آئیں تو یہ فیضان ہے صاحب ترغیب و تشویق حضرت سید زیدہ مجدہ کا۔ فقیر محترم صابر حسین شاہ صاحب اپنے برادر، عزیزی سید ریاست رسول

Marfat.com

سلمہ الباری، والد ماجد علیہ الرحمۃ کے دوستوں خاص کر محترم مرزا محمد ایوب صاحب (مقیم جدہ) عمات محترمات عائشہ بیگم و اکبری بیگم، محترم سید عمیر یوسف بن سید احسن یوسف مرحوم مغفور اور خاندان کے دیگر خورد کلاں کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے تعاون فرمایا تشویق دلائی اور مفید معلومات بہم پہنچائیں۔ اس کے علاوہ "ادارۂ تحقیقات احمد رضا" کے جنرل سیکریٹری محترم پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نائب صدر محترم شفیع محمد قادری آفس سیکریٹری عزیزی اقبال احمد اختر القادری سلمہ تعالیٰ کا خاص طور سے ممنون ہوں کہ جنہوں نے اس کی کمپوزنگ سے لے کر طباعت تک کے تمام مرحلوں پر بذات خود نگرانی کی اور جن کے باربار کے تقاضے نے اس فقیر کو یہ تذکرہ کتابچہ کی شکل میں شائع کرنے پر آمادہ کیا۔ اگر اس موقع پر محترم کمپوزر ذیشان احمد صاحب کی معاونت کا تذکرہ نہ کیا جائے تو ناسپاسی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور تمام مذکورہ بالا اور دیگر شخصیات کو جن سے احقر نے زیر نظر مضمون کی تیاری میں بالواسطہ اور بلاواسطہ مواد و مواخذ اور حالات وواقعات کے اخذ میں مدد لی ہے، جزائے خیر عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

پیدائش و سلسلہ نسب:

مولانا سید وزارت رسول قادری ابن علامہ مولانا سید ہدایت رسول قادری برکاتی لکھنوی، ابن مولانا سید احمد رسول سورتی، ابن مولانا سید فضل رسول احمد آبادی ابن مولانا سید عبدالرسول احمد آبادی۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم) ۲۱ رجب المرجب ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء کو بنارس میں پیدا ہوئے۔ ماموں سید علی احمد نے آپ کا نام سید غلام جیلانی تجویز کیا جبکہ والد ماجد نے آپ کا نام وزارت رسول رکھا۔

آپ کا ننھیال بنارس کا ایک مشہور سادات خاندان ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ نذیری بیگم بنت سید احمد علی کا تعلق کرمانی سادات سے تھا، یہ نجیب الطرفین سید تھے جنکا سلسلہ نسب حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ ان کے آباؤاجداد مغلیہ

Marfat.com

(حاشیہ)

خاندان کے دور شباب میں ایران سے ہجرت کر کے غالباً کشمیر پھر دہلی میں آباد ہو گئے تھے، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے دور ابتداء میں سید صاحب وہاں سے ہجرت کر کے مشرقی یوپی کے مشہور شہر بنارس کے محلہ پتر کنڈہ میں سکون پذیر ہوئے(۱)

زندگی کے آخری ایام میں جدہ محترمہ کے والد ماجد، حجاز مقدس ہجرت کے گئے غالباً مدینہ منورہ میں مقیم ہوئے اور وہیں انتقال کیا۔

آباؤاجداد :

مولانا وزارت رسول قادری کے آباؤ اجداد سادات بخارا سے تھے، وہ بخارا سے ہجرت کر کے پہلے احمد آباد، پھر سورت اور پھر رامپور میں آباد ہو گئے، وہیں آپ کے والد ماجد علامہ مولانا سید ہدایت رسول قادری برکاتی ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے جد امجد سید احمد رسول سورتی علیہ الرحمۃ نے رامپور میں انتقال فرمایا(۲)

آپ کا سلسلہ نسب ۲۲ ویں پشت میں سید علی رضا ابن سید محمد مہدی ابن حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملتا ہے۔(۳)

علامہ سید ہدایت رسول قادری برکاتی قدس سرہ العزیز کی ولادت اگرچہ رامپور میں ہوئی لیکن بعد میں آپ نے لکھنوی میں مستقل سکونت اختیار کرلی(۴)۔ نواب رامپور کلب علی خان صاحب آپ کے علم و فضل، جرأت و بے باکی اور حق گوئی و حق پرستی کی وجہ سے آپ کا بڑا اعزاز و اکرام کرتے تھے، نواب صاحب نے ان کو اپنے مشیروں میں شامل کرلیا تھا اور "خان صاحب" کے خطاب سے نوازا تھا۔ اس وجہ سے آپ کا قیام زیادہ تر رامپور ہی میں رہا۔

آپ کا ایک عظیم کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے ایک گستاخ رسول کو جہنم رسید کیا۔ وہ ویدوں کا بہت بڑا عالم اور سنسکرت کا ماہر تھا، فیض آباد کا رہنے والا تھا۔

ابوالوقت علامہ مولانا سید ہدایت رسول لکھنوی علیہ الرحمۃ نے تعلیم سے فراغت

Marfat.com

کے بعد ایک سیاح کی حیثیت سے اپنی زندگی کا آغاز کیا اور غیر منقسم ہندوستان کے طول و عرض میں شہر شہر گھوم کر اشاعت اسلام و تبلیغ دین و مسلک کا کام کیا۔ مولانا لکھنوی نے جب رامپور میں سکونت اختیار کی تو علماء بریلوی سے اکتساب علم اور فیض روحانی کا اچھا موقع ملا۔ مولانا لکھنوی اچھے مناظر تھے آپ نے دریدہ دھن آریوں سے سیکڑوں مناظرے کئے اور ان کو شکست فاش دی، اس کے علاوہ تاحیات عیسائیوں، قادیانیوں، وہابیوں اور دیگر بدمذہبوں کی سرکوبی فرماتے رہے۔ اپنی شان خطابت، بے باکی و جرأت، جذبۂ حریت، حق گوئی و راست گفتاری اور سرکار برطانیہ کے جابرانہ نظام سے بغاوت اور اظہار بے زاری کی بناء پر حضرت علامہ لکھنوی کو صوبۂ یوپی کے مسلمانوں میں خصوصاً لکھنو، بریلی، رامپور، مراد آباد اور بدایوں وغیرہ کے شہروں اور اس کے اطراف میں بہت مقبولیت حاصل تھی۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۸۹۶ء میں شہر لکھنؤ میں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی تھی۔ کثرت سے لوگ جاں بحق ہو رہے تھے۔ حکومت برطانیہ نے احتیاطی تدابیر کے طور پر ایک قانون بنایا کہ طاعون کی بیماری میں مرنے والے کی لاش کو خواہ اس کا تعلق ہندو مسلم یا کسی قوم سے ہو جلا دیا جائے گا اور اس کام کے لئے عیش باغ لکھنؤ میں ایک چونے کی بھٹی قائم کی گئی تھی جس میں ایک ہندو بڑھیا کے مردے کو جلا بھی دیا تھا۔ مسلمانان لکھنؤ میں حکومت برطانیہ کے اس اقدام سے سخت اضطراب پیدا ہو گیا تھا۔ مگر کسی کو حکومت برطانیہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کی جسارت نہ ہوئی۔ لیکن مولانا لکھنوی نے نہ صرف یہ کہ حکومت برطانیہ کے اس قانون اور اس پر روبہ عمل ہونے کی سختی سے مخالفت کی بلکہ لکھنؤ کے میناشاہ کے میدان میں ایک عظیم الشان جلسہ کیا اور حکومت برطانیہ کو للکارا کہ اگر یہ قانون اور اس پر عمل درآمد فوری طور سے واپس نہ لیا گیا تو شہر لکھنؤ میں کل سے کوئی دکان نہیں کھلے گی۔ چنانچہ مستقل ۳ دن تک لکھنؤ میں علامہ ہدایت رسول قادری کی اپیل پر ایسی ہڑتال منائی گئی کہ اہل لکھنؤ نے اس سے قبل ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔ آخر کار حکومت برطانیہ کو یہ قانون واپس لینا پڑا۔ (۵)

علامہ سید ہدایت رسول قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کو ویسے تو خاتم الاکابر سیدنا سید ابوالحسین نوری مارہروی نور اللہ مرقدہ سے بیعت و خلافت کا شرف حاصل تھا لیکن

Marfat.com

انہوں نے عالم منقول و معقولات حضرت علامہ فہامہ مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ والرضوان اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز سے بھی کسب علوم ظاہری و باطنی کیا تھا،(۶) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے آپ کے علم و تقویٰ، دینی غیرت و جانثاری اور دلپذیر انداز خطابت و مناظرت کے پیش نظر اپنی خلافت سے نوازا اور "سیف اللہ المسلول"، "شیر بیشۂ اہل سنت"، "مجاہد ملت" اور "سلطان الواعظین" کے خطابات بھی عطا کئے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے احباب اور خلفاء میں ان کے پائے کا مناظر اور خطیب شاید ہی کوئی رہا ہو۔ حضرت فاضل بریلوی انہیں اپنا دست راست کہا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کا یہ قول بہت مشہور ہے کہ "اگر مجھ جیسا لکھنے والا اور ہدایت رسول جیسا بولنے والا ہندوستان میں اور ہوتا تو بدمذہبیت کا نشان تک نہ رہتا"(۷)

مولانا ہدایت رسول قادری کا دین اسلام اور مذاہب اربعہ کے علاوہ دیگر ادیان اور گمراہ فرقوں کا بھی گہرا مطالعہ تھا، آپ کے تبحر علمی، وسعت مطالعہ، ذوق کتب بینی اور ذہانت و فطانت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کا جب وصال ہوا تو آپ کے کتب خانے "کتب خانہ قادریہ نوریہ" رامپور میں ہر مذہب اور دین سے متعلق اسی ہزار سے زیادہ مجلد کتب موجود تھیں اور ہر کتاب پر آپ کی کچھ نہ کچھ یادداشت، حواشی، عبارات، اعتراضات ضرور لکھے ہوتے، اس کے علاوہ بغیر جلد والی کتب اور رسائل و اشتہار کا کوئی شمار اور حساب نہ تھا۔(۸)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی نگاہ میں مولانا سید ہدایت رسول قادری کی قدر و منزلت کا اندازہ اس خط اور منقبتیہ اشعار سے بھی ہوتا ہے جو انہوں نے مولانا فضل حسن خاں مرحوم کو مولانا کے وصال پر بھیجا تھا۔(۹)

"برخوردار من محب العلم والسنن مولوی محمد فضل حسن خاں سلمہ الرحمٰن بعد دعائے برکات دارین، مولانا ہدایت رسول رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال نہ فقط اس فقیر بلکہ ہندوستان میں مذہب اہل سنت کے لئے باعث صدمہ و ملال ہے۔ مولیٰ تعالیٰ انہیں جنت عالیہ عطا فرمائے اور اسلام و سنت کی جو

Marfat.com

خدمتیں انہوں نے کیں قبول فرمائے (آمین) تاریخ انتقال آپ بھی لکھیں اور احباب سے لکھوائیں۔"

امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ، نے مولانا کے وصال پر جو منقبتیہ تاریخی اشعار کہے تھے اس کا مطلع یہ ہے۔

بیشۂ سنت کے شیر واہ ہدایت رسول
نصرت حق میں دلیر آہ ہدایت رسول

علامہ سید ہدایت رسول قادری علیہ الرحمۃ ۲۳؍ رمضان المبارک شب جمعہ ۱۳۳۲ھ /۱۹۱۵ء کو اپنے خالق حقیقی سے جاملے، جس کی طرف اشارت کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اپنے تاریخی اشعار میں فرماتے ہیں۔

ماہ کرامت کی رات، جمعہ کی، رحمت کی رات
تھی تری رحلت کی رات واہ ہدایت رسول

مولانا لکھنوی علیہ الرحمۃ کے انتقال پر امام احمد رضا قدس سرہ العزیز اور ان کے بھتیجے مولانا حسنین رضا ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی رحمہما اللہ تعالیٰ نے مولانا شفاعت رسول قادری رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام ایک تفصیلی تعزیت نامہ بھی تحریر فرمایا تھا جو اس زمانے میں دبدبۂ سکندری رامپوری میں شائع ہوا تھا۔(۱۰)

ضرورت اس بات کی ہے محسن ملت حضرت علامہ مولانا سید ہدایت رسول قادری نوری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی اور ملی کارناموں سے نئی نسل اور اہل علم وفن کو روشناس کرانے کے لئے کوئی محقق ایک بسیط مقالہ تحریر کرے خاص کر سرزمین ہند سے کوئی عالم وفاضل یہ ذمہ داری ادا کرے اس لئے کہ آج بھی رامپور لکھنؤ، بریلی، بدایوں، مارہرہ وغیرہ شہروں کی پبلک اور نجی لائبریریوں میں اس دور کے اخبات ورسائل، پوسٹر وغیرہ اور دیگر غیر مطبوعہ مخطوطات کے ذخائر موجود ہیں۔ یہ خبر خوش کن ہے کہ رامپور کے ایک فاضل محقق مفتی سید شاہد علی رضوی صاحب، مولانا لکھنوی علیہ الرحمۃ کی ایک تفصیلی سوانح لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرمائے اور اس نیک اور اہم کام کو پایہ

Marfat.com

تکمیل تک پہنچانے کے لئے وسائل مہیا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ (۱۱)

علامہ مولانا ہدایت رسول قادری صاحب نے پانچ نکاح کئے تھے۔ بیک وقت آپ کے نکاح میں آپ کی حیات میں چار محترم ازواج موجود تھیں، آپ کی پانچوں بیویوں کا تعلق غیر منقسم ہندوستان کے پانچ مشہور شہروں سے تھا، پہلی زوجہ محترمہ کا تعلق حیدر آباد دکن سے تھا۔ ان کی اولاد میں دو حضرات بہت مشہور عالم وخطیب وشاعر گزرے ہیں (۱۲):

۱........ مولانا امانت رسول قادری برکاتی عشقی۔ (۱۳)

۲........ مولانا شفاعت رسول قادری برکاتی۔ (۱۴)

یہ دونوں صاحبزادگان اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مستفتیوں میں سے ہیں۔ (۱۵)

حیدر آباد والی اہلیہ محترمہ کے انتقال کے بعد آپ نے یکے بعد دیگرے ممبئ، لکھنؤ، بنارس اور دہلی کے معزز خانوادوں میں چار نکاح کئے، یہ چاروں محترم بیویاں آپ کے وصال تک آپ کے ساتھ تھیں، ان میں صرف بنارس والی زوجہ محترمہ سیدہ نذیری بیگم کا تعلق سادات کرام سے تھا، (یعنی راقم کی جدہ محترمہ) کہا جاتا ہے کہ ان تمام ازواج سے ۱۸ر سے زیادہ اولاد ہوئیں، جن میں چار صاحبزادیاں اور باقی سب صاحبزادگان تھے۔ حیدر آباد دکن کے علاوہ دیگر شہروں کے ازواج سے پیدا شدہ درج ذیل شخصیات زیادہ مشہور ہیں۔ الحمد للہ پاک وہند میں آپ کی آل اولاد اور نبیرگان ایک کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ (۱۶)

۱---- مولانا حافظ شفقت رسول قادری رضوی حشمتی (ممبئ) (۱۷)

۲---- حکیم حفاظت رسول قادری رضوی نوری (ممبئ) (۱۸)

۳---- مولانا حافظ عنایت رسول قادری عرف محمد عمر وارثی قادری رضوی (ایڈیٹر ماہنامہ سنی لکھنؤ) (۱۹)

۴---- مولانا حافظ شرافت رسول وارثی قادری رضوی (لکھنؤ) (۲۰)

۵---- مولانا وزارت رسول رضوی حامدی (بنارس)

واضح ہو کہ راقم کی جدہ محترمہ نذیری بیگم مرحومہ و مغفورہ سے مولانا ہدایت رسول قادری علیہ الرحمۃ کی صرف دو اولادیں تھیں، ایک والد ماجد اور دوسری ان کی بہن

Marfat.com

حسینہ بیگم جنکی عمر مولانا کے وصال کے وقت صرف ۶ ؍ ماہ تھی۔ جدہ محترمہ مرحومہ کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت و ارادت حاصل تھا، جبکہ والد ماجد، عمۂ محترمہ اور راقم کی والدہ محترمہ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اس طرح احقر کا سارا گھرانہ مولانا حامد رضا خاں قدس سرہ العزیز کے سایہ عاطفت میں آگیا۔ بعد میں جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے وصال شریف کے بعد حضرت علامہ مفتی حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ بنارس پہلی اور دوسری بار تشریف لائے تو والد ماجد علیہ الرحمۃ نے اپنے ننھیال کے اس وقت کے تقریباً تمام مرد و زن کو جوق در جوق حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر داخل سلسلہ کرایا۔ بقول والد ماجد اور عمۂ محترمہ کے اس وقت کا جوش و خروش دیکھنے کے قابل تھا، بالغ و نابالغ خاندان کے نابالغ بچے بچیاں بھی حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ کے حسن سیرت اور حسن صورت پر فریفتہ تھے اور ایسا لگ رہا تھا کہ (بلا تشبیہ) ''یوسف کے خریداروں'' کا ایک ہجوم امنڈ کے آگیا ہے، حضرت نے بکمال شفقت سب ہی کو اپنے دامن کرم میں پناہ دی اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں داخل کر لیا، لیکن خاندان کے دو حضرات جو والد ماجد کے سگے خالہ زاد بھائی تھے۔ مولوی نعمت اللہ صدیقی صاحب اور مولانا سید امیر حسن صاحب، ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ پہلے پیر صاحب کو آزمائیں گے پھر ہاتھ میں ہاتھ دیں گے۔ صبح جب تہجد کے وقت یہ دونوں حضرات بیدار ہوئے اور حضرت کو وضو کرانے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ ''فقیر کو کوئی کیا آزمائے گا۔ فقیر کو نہ تو علم کا کوئی دعویٰ ہے نہ عمل پر فخر، نہ کشف و کرامات کے اظہار کا شوق، نہ کوئی شعبدہ بازی ہے اس کے پاس، البتہ سرکار اعلیٰ حضرت اور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کرم ہے کہ شریعت و سنت پر سختی سے کاربند رہنے کی ہر حال میں سعی کرتا ہے۔ فقیر کو کوئی کیا آزمائے گا''۔ اس کے بعد ان کے دلوں میں جو پوشیدہ سوالات تھے حضرت اقدس نے ان کا خود بخود جواب دینا شروع کر دیا، اب ان دونوں حضرات کے کاٹو تو خون نہیں۔ یہ حیران و پریشان کہ ہم نے تو کسی سے ذکر نہیں کیا حضرت کو ہمارے خیالات و سوالات کی کیسے خبر ہو گئی، چنانچہ ان حضرات میں سے سید امیر حسن صاحب نے فوراً حضرت کے پیر پکڑ لئے اور معافی مانگ کر

Marfat.com

داخل سلسلہ ہوگئے، جناب نعمت اللہ صدیقی صاحب اس وقت تو کچھ نہ بولے، لیکن دوسرے دن چپکے سے رات کے تنہائی حصے میں حضرت کے پاس آئے اور تائب ہو کر داخل سلسلہ ہوئے۔ اسی طرح راقم کی پھوپھی صاحبہ مزید بیان کرتی ہیں کہ اس واقعہ سے غالباً دس بارہ سال قبل (شاید ۱۹۰۴ء میں) مولانا سید ہدایت رسول قادریہ علیہ الرحمۃ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کو بریلی شریف سے لے کر بنارس آئے تھے، پتر کنڈہ پر حضرت کو پالکی میں بٹھا کر ہمارے گھر لائے تھے اور راقم کی جدہ محترمہ ان کی کچھ بہنوں اور دیگر بزرگوں کو ان سے بیعت کرایا تھا۔

راقم کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے حجۃ الاسلام علیہ رحمۃ کی زیارت کی ہے۔ حالانکہ ان کے وصال کے وقت (۱۹۴۳ء) فقیر صرف ۴ر سال کا تھا، والد ماجد فرماتے ہیں حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ نے اس حقیر کے سر پر اپنا دست شفقت پھیر کر دعائیں دیں اور فرمایا کہ یہ ہمارا ہے۔ حضرت کی دعاؤں کا ہی کرم ہے کہ یہ عاصی ۱۹۶۳ء میں اجمیر شریف میں حضور مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمۃ الرضوان سے بیعت ہوا اور آج "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا" کے خادم کی حیثیت سے دین و مسلک کی خدمت کا فریضہ انجام دینے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اس خدمت کی انجام دہی میں برادر اصغر عزیزی ریاست رسول قادری سلمہ، بھی ادارہ کے ایک رکن کی حیثیت سے معاونت کر رہے ہیں۔ ایک دوسرے برادر اصغر عزیزی صباحت رسول قادری سلمہ الباری بھی ادارہ کی مالی معاونت کرتے رہتے ہیں۔

"ذلک فضل اللّٰہ یؤ تیہ من یشاء"

والد ماجد کی ننھیال میں جن حضرت کو حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کا تقرب خاص حاصل تھا ان کے اسماء وگرامی یہ ہیں:

۱...... مولانا ڈاکٹر سید امیر حسن (خالہ زاد بہنوئی) مقیم بارہ بنکی(۲۱)

۲...... ڈاکٹر خورشید علی خاں (خالہ زاد بہنوئی) مقیم بنارس(۲۲)

۳...... ڈاکٹر عبدالشکور خاں (خالہ زاد بہنوئی) مقیم بنارس(۲۳)

Marfat.com

۴..... منشی نعمت اللہ صدیقی (خالہ زاد بھائی) مقیم بنارس(۲۴)

۵..... حکیم سید احسن یوسف (خالہ زاد بہنوئی) مقیم گیا (بہار)(۲۵)

۶..... منشی خواجہ امجد علی (خالہ زاد بھائی) مقیم بنارس(۲۶)

جہاں تک فقیر کو یاد پڑتا ہے ان حضرات میں صرف مولانا ڈاکٹر سید امیر حسن مرحوم مغفور اور ڈاکٹر خورشید علی خان صاحب مرحوم مغفور کو حجۃ اسلام سے خلافت واجازت حاصل تھی۔ باقی حضرات صرف مرید تھے۔ دونوں حضرات کا تقویٰ خاندان میں ضرب المثل تھا۔(۲۷)

تعلیم وتربیت :

مولانا وزارت رسول قادری نے اپنے والد ماجد اور پیر حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کے جس علمی اور دینی ماحول میں آنکھ کھولی اس میں "علموا اولادکم محبۃ رسول ﷺ" کا درس بچپن سے ہی دیا جاتا تھا، لہذا سید عالم ﷺ سے محبت اور ان کے دشمنوں اور گستاخوں سے نفرت ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی، دوسری طرف عاشق رسول، حسان الھند، محسن اہل سنت، اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے وارفتگی کی حد تک ان کی عقیدت ومحبت ان کی رگ وپے میں رچی بسی تھی، اپنے والد ماجد کے وصال کے وقت مولانا وزارت رسول قادری صاحب کی عمر صرف ۸ برس کی تھی۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل رہا ہے کہ آپ نے نہ صرف امام احمد رضا علیہ الرحمۃ الور ضوان کی زیارت کی سعادت حاصل کی بلکہ ان کی قدم بوسی کے اعزاز سے بھی مشرف ہوئے۔ امام صاحب کے وصال کے وقت آپ کی عمر ۱۴ر سال کی تھی، آپ حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کے بڑے صاحبزادے حضرت علامہ ابراہیم رضا خان صاحب جیلانی میاں اور ان کے داماد حضرت علامہ تقدس علی خان صاحب رحمہما اللہ کے ہم عمر اور قریبی ساتھی تھے، آپ کو ان دونوں حضرات کا خاص تقرب حاصل تھا۔ حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کے چھوٹے صاحبزادے مولانا حماد رضا خان صاحب عرف نعمانی میاں علیہ الرحمۃ خاکسار کے خاندان سے بہت زیادہ مانوس

Marfat.com

تھے۔ وہ اکثر سفر میں حجۃ الاسلام کے ہمرکاب ہوتے تھے۔ اور ہمارے خاندان کے اس وقت کے نوجوان حضرات مثلاً ڈاکٹر محمد فاروق علی خان، ابن ڈاکٹر خورشید علی خان رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ واحد علی مرحوم، سید اختر یوسف مرحوم، ابن سید احسن یوسف مرحوم مغفور وغیرہ ھم۔ سے دوستی تھی

والد ماجد نے ناظرہ، اردو، فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم رامپور کے علمی ماحول میں گھر پر حاصل کی، مولانا ہدایت رسول قادری علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد اپنی والدہ محترم کے ساتھ اپنے ننھیال بنارس واپس آگئے اور غالباً بنارس کے مشہور مدرسہ دارالعلوم حمیدیہ رضویہ میں کچھ دنوں تعلیم کا سلسلہ جاری رہا، اس کے بعد جامعہ مظہر العلوم کچی باغ بنارس میں تعلیم حاصل کی۔ صاحب "تذکرۂ مشائخ قادریہ رضویہ" حضرت مولانا مجتبیٰ رضوی بنارسی شہید علیہ الرحمۃ فقیر کے نام ایک مکتوب میں مولانا وزارت رسول قادری صاحب کی تعلیم و تربیت ان کی دینی اور ملی خدمات کا تذکرہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:

> حضرت وزارت رسول قادری کی تعلیم و تربیت بنارس میں جامعہ مظہر العلوم کچی باغ میں اہم اساتذہ کی خدمت میں ہوئی اس وقت صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی اور ان کے بعد حضرت علامہ برکات احمد ٹونکوی کی مسند علم کی دھوم مچی ہوئی تھی چنانچہ آپ نے ان اکابرین ملت سے اکتساب علم کے بعد مدرسہ حنفیہ جونپور اور علماء فرنگی محل لکھنؤ کے اساتذہ سے تکمیل فرمائی۔

علوم قدیم کے ساتھ انگریزی تعلیم کی بھی اچھی صلاحیت پیدا کی اور ریاضی میں آپ کو ید طولی حاصل تھا--- چنانچہ اس میدان میں آپ نے اپنے بہت سے تلامذہ اور احباب کا اچھا خاصا دائرہ بنایا تھا۔

بنارس میں آپ کا خاندان اپنے دور میں علمی، مذہبی اور جماعتی اعتبار سے کافی شہرت رکھتا تھا اور بنارس کے تمام علمی و تاریخی گھرانے آپ سے منسلک تھے جسکی وجہ سے قدرت نے مقبولیت عطا کی تھی محلہ تیر کنڈہ بنارس (تالاب) کے ہر چہار جانب آپ ہی کا

Marfat.com

خاندان تھا اور اس تالاب کے ایک جانب قطب بنارس حضرت مولانا شاہ عبدالحمید صاحب فریدی، پانی پتی ثم بنارسی کا بھی کاشانہ تھا۔ علماء و اہل علم و فن سے پتر کنڈہ بقعۂ نور بنا ہوا تھا شریعت و طریقت کی بہار سے ایک عالم سیرابی حاصل کر رہا تھا چنانچہ آپ نے بھی اس روحانی برکات سے خوب فیض اٹھایا۔

آپ کے دور میں بنارس علمی و روحانی حیثیت سے اپنی مثال آپ تھا۔ اہل سنت و جماعت کے جلیل القدر مبلغین برابر بنارس آتے رہے۔ حضرت حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا محدث بریلوی، شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی، ملک العلماء حضرت علامہ ظفر الدین محدث بہاری، حضرت علامہ مولانا عبدالحفیظ حقانی مفتی آگرہ، محدث اعظم ہند کچھوچھوی، صدر الافاضل شاہ سید نعیم الدین مراد آبادی، حضرت سید پیر جماعت علی شاہ علی پوری علیہم الرحمۃ والرضوان کے ساتھ ساتھ حضرت الشاہ مولانا ہدایت رسول قادری علیہ الرحمۃ کے فکر و فن کا گرویدہ پورا شہر بنارس تھا۔ اہل سنت و جماعت کا عروج قابل رشک اور لائق صد آفریں تھا۔ اس دور کے مندرجہ ذیل فتنے بنارس ہی سے ملک میں پھیلے۔ شدھی تحریک کا بانی ڈاکٹر مدن موہن مالوی تھا اس تحریک نے مسلمانوں کے امن و سکون کو غارت کیا اور مسلمانوں کو غیر مسلم بنانے میں پوری قوت سے میدان میں اترا۔ جماعت رضائے مصطفٰے بریلوی شریف کی شاخیں ملک بھر میں کام کر رہی تھی بنارس میں آپ کے ساتھ مدرسہ حمیدیہ رضویہ مدرسہ فاروقیہ، مدرسہ مطلع العلوم، مدرسہ مظہر العلوم اور سرداران قوم میدان عمل میں اترے اور اس زہریلی تحریک کا مقابلہ پوری قوت ایمانی سے کیا اور لاکھوں مسلمانوں کے ایمان و عمل کا تحفظ فرمایا۔

دوسرا فتنہ خلیل داس کا سامنے آیا۔ خلیل داس نے بنارس میں آریہ سماجیوں کے خفیہ ایجنٹ بن کر نہایت چالاکی سے مسلمانوں میں آریہ سماجی ذہن و فکر کو فروغ دینے کی کوشش کی چنانچہ اس کی خفیہ سازش کا پردہ چاک ہوا مخدوم بنارس مولانا عبدالرشید فریدی کی گرفت اور آپ کی مساعی جمیلہ سے ایک بہت بڑی جماعت کے ایمان کا تحفظ فرمایا۔ اس تحریک کی ناکامی کے بعد خلیل داس سیوانی نے مسلمانوں کے سیاسی عروج پہ حملے کی ٹھانی اور

Marfat.com

مسلم لیگ کے مقابلے میں "اولڈ مسلم لیگ" کی بنیاد ڈالی اور کانگریس سے ٹکٹ لیکر حسین احمد ٹانڈوی کے اشارے پر میدان سیاست میں کود پڑے اس میں بھی ناکامی ہوئی اور مسلمانان اہل سنت سیاسی میدان میں بھی کامیاب رہے تیسرا محاذ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ توہین روا رکھنے کا کھولا اور متعدد رسائل لکھے مفتی آگرہ حضرت مولانا شاہ عبدالحفیظ صاحب علیہ الرحمۃ (والد ماجد حضرت مولانا محمد حسن حقانی) نے اس کی ساری گمراہیوں کا قلع قمع کیا (رافضیت کے گود میں کھیلنے کو بھی یہاں کے مسلمانوں نے دیکھا)۔ حضرت شاہ وزارت رسول قادری کی مساعی جمیلہ کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا اور آپ نے جماعت اہل سنت پہ جو احسان فرمایا ہے اسے ہمیشہ یاد کیا جائیگا۔

سنی کانفرنس بنارس میں آپ کی اہم خدمات ہیں۔ اکابرین اہل سنت و جماعت کے ساتھ آپ نے مردانہ وار، مسلمانوں میں تحریکی بیداری پیدا کی، اور اس کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں شب و روز انتھک کوشش کی بفضلہ تعالیٰ جمہوریۂ اسلامی کی کامیاب تحریک بار آور ثابت ہوئی اور جماعتی اعتبار سے اہل سنت و جماعت کا بول بالا ہوا۔ مندرجہ ذیل مساجد و مدارس اس وقت کے اہم اسلامی مراکز تھے۔ مسجد خدا بخش جالسی نئی سڑک بنارس، مسجد و عیدگاہ حکیم سلامت علی پتر کنڈہ بنارس، مسجد علوی مدنپورہ، مسجد بٹیہ مدنپورہ، مسجد گیانباپی بنارس، مسجد فرقانیہ رسول پورہ، مسجد خواجہ بابا، مسجد پکی باغ، مسجد ٹونک گیٹ بازار، ان کے علاوہ جامعہ مظہر العلوم، جامعہ حمیدیہ رضویہ، جامعہ فاروقیہ بھی ان تمام تحریکات میں پیش پیش رہے۔

والد بزرگوار:

آپ کے والد بزرگوار (حضرت علامہ سید ھدایت رسول قادری علیہ الرحمۃ والرضوان) زبردست مناظر اور شیریں بیان خطیب تھے۔ آپ کی خطابت کا لوہا اہل بنارس نے مانا تھا۔ آپ کی خطابت سے بنارس کی محافل پر نور تھیں ہر اسلامی تقریبات کے موقعوں پر

Marfat.com

بڑے اہتمام سے طلب کئے جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب آپ کا وصال (۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۵ء) ہوا تو بنارس سے تعزیت نامہ دبدبۂ سکندری رامپور (مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۱۵ء ص ۴) میں شائع ہوا۔ اس کے مضمون سے اس بات کی بخوبی علم ہوتا ہے کہ بنارس میں آپ کس درجہ مقبول تھے تعزیتی مضمون حسب ذیل ہیں:

مولانا ہدایت رسول صاحب کے وصال پر تعزیت نامہ:

جناب مولوی محمد عمر صاحب وکیل ولیڈر مسلمانان بنارس،

(بنام صاحبزادہ وزارت رسول قادری)

برخوردار من سلامت بعافیت باشید

تمہارا تار دیکھ کر خدا جانتا ہے کہ مجھے اور تمام مسلمانان بنارس کو جو صدمہ ہوا ہے وہ خارج از بیان ہے، اور مولانا مرحوم کیلئے یہاں دھوم دھام سے دعائیہ جلسہ کر کے ان کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا گیا سرکار عالی تبار (نواب صاحب رامپور) نے آپ کے والد ماجد کا وظیفہ خود جاری رکھا ہوگا۔

میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کو والد مرحوم کے قدم بقدم چلائے

(مولوی) محمد عمر وکیل بنارس

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے بھی منظوم تعزیت نامہ لکھا جو دبدبۂ سکندری رامپوری ۱۶/ اگست ۱۹۱۵ء میں ص ۳/ پر شائع ہوا۔

والدہ ماجدہ:

آپ کی والدہ ماجدہ نیک سیرت اور پارسا تھیں۔ آخری عمر میں آپ بیمار پڑیں احباب نے مشورہ دیا کہ منڈوا ڈیہہ، درگاہ حضرت قطب بنارس شاہ طیب بنارسی رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہ (تلمیذ و خلیفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ) کے جوار میں چند ایام رکھا جائے حضرت کے روحانی فیضان سے صدیوں سے ایک عالم فیضیاب ہو رہا ہے چنانچہ ایک مکان تجویز کیا گیا اور حضرت کی خانقاہ میں آپ کی والدہ کا قیام ہوا اس درمیان میں ڈاکٹر فاروق صاحب بنارسی (ابن ڈاکٹر خورشید علی خان علیہ الرحمۃ خلیفہ حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ) روزانہ انجکشن لگانے منڈواڈیہہ جایا کرتے تھے یہ انجکشن بڑا قیمتی تھا اور اٹلی سے آتا تھا جسکو بلاناغہ معینہ کورس کے مطابق آپکے علاج کیلئے ڈاکٹروں نے تجویز کیا تھا چنانچہ دعا اور دوا دونوں برابر ہوتے رہے۔ اس درمیان ایک روز تنہائی رات میں ایک خدا رسیدہ بزرگ جو نہایت سفید لباس میں ملبوس تھے ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ان سے بات چیت بھی ہوئی ان سے صحت کے متعلق دعا کی درخواست کی گئی تو اس بزرگ نے بتایا کہ اس کی حیات دیرینہ نہیں ہے یہ چند روز کی مہمان ہیں چنانچہ اس کے بعد ہی آپ کو گھر لے آیا گیا اور چند روز کے بعد ہی وصال ہو گیا۔ آپ کی قبر عید گاہ سلامت علی پتر کنڈہ کے متصل قبرستان میں ہے۔ نذیری بیگم طہارت و پاکیزگی اور صفائی اور صفائی و ستھرائی میں اپنی مثال آپ تھیں چوڑی دار پاجامہ، قمیص اور دوپٹہ ان کا لباس تھا پردہ کا بہت لحاظ رکھتیں حتیٰ کہ دوپٹہ اگر زمین پر گر جاتا تو بغیر دھوئے اس کو استعمال نہیں کرتیں۔

سید وزارت رسول قادری ایسٹ انڈیا ریلوے میں ٹکٹ انچارج تھے۔ اپنی خداداد صلاحیت سے اس شعبہ میں کافی مقبولیت حاصل کی اور اسکی اکثر انتظامی خرابیوں میں آپ کی رائے کو اولیت حاصل تھی۔ ایک بار حساب و کتاب کے سلسلے میں پوری انتظامیہ پریشان تھی اور یہ گتھی کسی طرح سلجھ نہیں رہی تھی چنانچہ آپ کو طلب کیا گیا اور اس عقدہ لاینحل کو فوری طور پر حل فرما دیا۔

اس دور میں قومی درد اور دینی ذمہ داری سے پورا طبقہ سرشار تھا چنانچہ یہ خصوصیت آپ کے اندر بدرجہ اتم تھی آپ کے ساتھ دفتر میں کام کرنے والے آپ کی راست بازی کے مداح تھے آپ نے اپنے دور میں بہت سے افراد کو ایمان کی دولت سے

---

* والد ماجد کی روایت کے مطابق یہ غیر مسلم ہوکال حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے

Marfat.com

سر فراز فرمایا چنانچہ ایک نام یاد آتا ہے کہ عبدالہادی خاں نو مسلم پہلے یہ ایک غیر مسلم بنگالی تھے۔ نگر مہاپالیکا اسکول پان دریبہ بنارس میں رہتے تھے آپ کے پاس ان کا آنا جانا اکثر رہا کرتا تھا آپ کی دعوت پر انہیں ایمان کی دولت نصیب ہوئی اور آپ نے اس کا نام عبدالہادی خاں منتخب فرمایا۔

حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا محدث بریلوی نے آپ کی روحانی دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا تھا اور تصوف اسلامی کا ایسا رنگ آپ پر چڑھا کہ مرید ہوئے اور خلافت سے بھی نوازے گئے شیخ طریقت سے آپ کی عقیدت بڑی گہری تھی بنارس آمد پر اکثر آپ کے در دولت پر مہمان ہوتے۔ ایک بار حضرت بنارس تشریف لائے تو اسٹیشن پہ انسانوں کی ایک بھیڑ جمع ہوگئی اپنے روحانی قائد کے استقبال کے لئے بنارس کا بچہ بچہ چھاؤنی اسٹیشن پر ٹوٹ پڑا راجہ بنارس کی بگھی آئی اور شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھ اسٹیشن سے چترکنڈہ تک نہایت عمدہ قالین پر آپکی بگھی رواں ہوئی اسی موقع پر گوتم داس اور نروتم داس (المونیم فیکٹری والے) آپ کی زیارت کو نکلے وہ حجۃ الاسلام کو دیکھ کر بے اختیار پکار اٹھے اور اپنی زبان میں کہا کہ:

یہ تو کوئی دیوتا معلوم ہوتے ہیں

چنانچہ آپ کی مساعی جمیلہ سے اسلامی مردم شماری میں زبردست اضافے ہوئے اور مشرکین بنارس نے حضرت کے دست حق پرست پہ ایمان کی دولت حاصل کی نو مسلم عبدالہادی کے اسلام قبول کرنے کے بعد اسکی بیوی اور بچے نے بھی ایمان کی دولت حاصل کی۔ امام احمد رضا محدث بریلوی اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت سے آپکو (مولانا وزارت رسول قادری کو) قلبی لگاؤ تھا۔ تقسیم ملک کے بعد آپ مشرقی پاکستان چلے گئے"

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد جب حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ پہلی بار بنارس تشریف لائے (۱۹۲۴ء کے لگ بھگ) تو والد ماجد کے مزید تعلیم کے لئے بریلی شریف اپنے ساتھ لے گئے۔ اس موقع پر بنارس کے ایک جلسہ میں آپ نے والد صاحب کو کھڑا کر کے ارشاد فرمایا کہ یہ اس عظیم شخص کے صاحبزادے ہیں جس نے ایک گستاخ رسول کو جہنم رسید کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے چند سال دارالعلوم منظر اسلام میں تعلیم حاصل کی جہاں

Marfat.com

شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ آپ کے ہم سبق رہے۔ شیخ الحدیث علیہ الرحمہ کے ساتھ آپ کی یہ محبت اور دوستی آخر وقت تک قائم رہی، اس کا اندازہ ان خطوط سے ہوتا ہے جو شیخ الحدیث علیہ الرحمہ نے آپ کو تحریر فرمائے (خطوط کے عکس کتاب کے آخر میں ملاحظہ ہوں)۔ لیکن والدہ ماجدہ کی تنہائی اور ان کی گزر اوقات کا مستقل ذریعہ نہ ہونے کی وجہ سے انہیں اپنی تعلیم ترک کرنی پڑی اور منتہی درجہ تک پہنچے بغیر ہی آپ کو اپنی والدہ کی خدمت کے لئے بنارس واپس آنا پڑا، نواب رامپور کچھ دنوں تک جدہ محترمہ کے نام وظیفہ کی رقم بھیجتے رہے لیکن سنتے ہیں کہ بعد میں بوجوہ یہ رقم بند ہوگئی۔

بنارس واپس آکر آپ نے مقامی مسلم ہائی اسکول میں داخلہ لے لیا اور میٹرک تک تعلیم حاصل کی، لیکن پھر معاشی حالات کی وجہ سے آپ میٹرک کے امتحان میں شرکت نہ کر سکے اور ملازمت کی تلاش میں نکل پڑے۔

ملازمت :

۱۹۲۹ء میں جب غلام محمد صاحب (جو بعد میں پاکستان کے دوسرے گورنر جنرل بنے) ایسٹ انڈیا ریلوے کے جنرل منیجر تھے تو انہوں نے زیادہ سے زیادہ مسلم نوجوانوں کو ریلوے کی ملازمت حاصل کرنے کی ترغیب دی اور موقع بھی فراہم کیا، والد محترم نے بھی ٹکٹ ٹرین اکزامنر (T.T.E) کے لئے درخواست دی۔ امتحان میں کامیاب ہونے کے بعد ریلوے میں ملازم ہوگئے۔ آپ کا ہیڈ کوارٹر مغل سرائے تھا، جو بنارس سے بالکل قریب تھا۔ اس کے بعد آپ کی تعیناتی مشرقی یوپی، بہار اور بنگال کے مختلف ریلوے اسٹیشنوں پر رہی۔

ازدواجی زندگی اور اولاد :

۲۵ شوال ۱۳۴۸ھ / ۲۷ مارچ ۱۹۳۰ء کو آپ رشتہ ازدواج میں منسلک

Marfat.com

ہوئے۔ آپ کا نکاح بنارس کے محلہ شوالہ کے ٹوپیوں کے ایک تاجر جناب یٰسین خان صاحب مرحوم مغفور کی بڑی صاحب زادی فصیح النساء سے ہوا۔ ان سے آپ کی تین اولادیں، دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئے۔ لیکن چھوٹے صاحبزادے اور صاحبزادی بچپن میں ہی انتقال کر گئے۔ بڑے صاحبزادے محمد شجاعت رسول قادری صاحب ماشاء اللہ حیات ہیں اور آج کل کویت میں مقیم ہیں۔ شہریت کے اعتبار سے ہندوستانی ہیں۔

مولانا کی ان اہلیہ محترمہ کا انتقال ۱۹۳۷ء میں ہوا۔ آپ نے دوسرا نکاح اہلیہ مرحومہ کی چھوٹی بہن نظیر النساء سے ۱۲ رجب المرجب ۱۳۵۷ھ / ستمبر ۱۹۳۸ء میں کیا جن سے ۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ / ۱۶ جولائی ۱۹۳۹ء کو فقیر محمد وجاہت رسول قادری تولد ہوا، فقیر کی والدہ ماجدہ سے راقم کے علاوہ چار صاحبزادگان اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئے، صاحبزادی اور ایک صاحبزادے کا انتقال بچپن میں ہی ہو گیا۔ احقر کے علاوہ باقی صاحبزادگان کے نام بالترتیب عمر یہ ہیں:

۱۔ سید محمد نزاہت رسول قادری ولادت ۲۰ اپریل ۱۹۴۲ء

۲۔ سید محمد صباحت رسول قادری ولادت ۹ مارچ ۱۹۴۹ء

۳۔ سید محمد ریاست رسول قادری ولادت ۱۲ اپریل ۱۹۵۳ء

سلمہم اللہ تعالیٰ و حفظہم من کل بلاء الدنیا والاخرۃ (آمین)

بیعت و خلافت:

برادر اصغر سید ریاست رسول قادری رضوی نوری سلمہ الباری کی روایت ہے کہ جب والد ماجد اپنی بیماری کے آخری ایام میں آپریشن کے لئے جناح ہسپتال منتقل ہوئے تو آپریشن سے ایک رات قبل ان سے کافی دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔ دوران گفتگو حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا ذکر خیر آگیا، پھر کیا بات تھی

Marfat.com

ذکر اسی پروی وش کا اور پھر بیاں اپنا

بہت ہی کیف و محبت کے ساتھ مرشد کے حالات اور ان کے ساتھ اپنے سفر و حضر کے واقعات سنانے لگے اور فرمایا کہ "بڑے مولانا صاحب (حجۃ الاسلام کو بڑے مولانا صاحب اور مفتی اعظم رحمہما اللہ تعالیٰ کو چھوٹے مولانا صاحب کہا جاتا تھا) سے میں بچپن ہی میں بیعت ہو گیا تھا۔ میری عمر اس وقت مشکل سے ۷/۸ر سال کی تھی اور یہ وہ دن تھا جس دن والد ماجد (مولانا ہدایت رسول قادری) علیہ الرحمۃ اپنی تمام اولاد کے ساتھ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ اس وقت ہم سب اٹھارہ بھائی موجود تھے، ہم سب نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست بوسی اور قدم بوسی کا شرف حاصل کیا تھا، والد ماجد علیہ الرحمۃ نے مجھے اعلیٰ حضرت کی گود میں دے دیا اور فرمایا اسے بیعت فرمالیں۔ اعلیٰ حضرت نے پیار کیا سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا یہ حامد میاں کا مرید ہے۔ پھر حامد میاں سے مجھے بیعت کرایا اور خود اعلیٰ حضرت نے ہرن کی کھال پر کندہ ایک تعویز عطا کیا جو بہت دنوں تک میرے پاس تھا، پھر کسی پریشانی کے سلسلے میں میرے بہنوئی (خواجہ اکبر علی جو راقم کی پھوپھی حسینہ بیگم کے شوہر تھے) لے گئے اور واپس نہیں کیا یا ان سے گم ہو گیا۔"

حجۃ الاسلام خود بنفس نفیس اپنی نگرانی میں والد صاحب کو بنارس سے تعلیم کے لئے بریلی شریف لائے تھے اور اپنی ذاتی سرپرستی میں ان کے قیام و طعام، تعلیم و تربیت کا اہتمام فرمایا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ شفقت و محبت تو رنگ لانی تھی، منظر اسلام کی تعلیم و تربیت اور درس و تدریس نے ذہن کو جلا بخشی اور نگاہ مرشد نے قلب و روح کی اصلاح کی، بریلی شریف میں پیرومرشد کے ساتھ چند سال کی صحبت نے والد ماجد کے قلب مس خام کو کندن ایمان بنادیا، حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ خوبصورت بھی تھے اور خوب سیرت بھی، ان کے جمال کی جو ایک بار جھلک دیکھ لیتا وہ زندگی بھر اللہ اللہ کہتا رہتا، بہتیرے کافر (ہندو، عیسائی) ان کے روئے انور کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ بہت سے بد عقیدہ ان کے خوبصورت چہرہ اور خوش خلقی کو دیکھ کر خوش عقیدہ بن گئے، بھٹکے ہوؤں کو صراط مستقیم کی روشنی مل گئی، تو

Marfat.com

جو آپ کا پہلے ہی سے عاشق تھا اس کے ذہن اور قلب میں ۳، ۴ر سال کی صحبت یار نے کیا انقلاب برپا نہ کیا ہو گا۔

آمرزش نقدست کسی راکہ در آنجا

یاری ست چو حوری و سرائی چو بہشتی

بنارس واپسی کے بعد جب آپ نے ریلوے کی ملازمت اختیار کی تو حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ سے ملاقات کا سلسلہ پھر جاری ہو گیا وہ بریلی شریف اعلیٰ حضرت کے عرس میں باقاعدگی سے شرکت فرماتے۔ اجمیر شریف، کلیر شریف، دہلی اور ہندوستان کے دیگر مزارات خاص کو یوپی، بہار اور بنگال کے مزارات کی زیارات کو تشریف لے جاتے، پیرو مرشد حجۃ الاسلام کے ساتھ مراسلت کا سلسلہ جاری رہتا، اکثر جب حجۃ الاسلام بنگال، بہار مشرقی یوپی، اجمیر شریف اور راجپوتانہ وغیرہ کے تبلیغی دورے پر تشریف لے جاتے تو والد صاحب ان کے پروگرام کے مطابق اپنی ریلوے لائن پر اپنی ڈیوٹی متعین کر لیتے۔ جہاں تک ممکن ہوتا، ان کے ساتھ سفر میں شریک ہوتے اور ان کے خادم کی حیثیت سے ان کے آرام کا خیال کرتے۔ دوران ملازمت آپ کی جن شہروں میں تعیناتی رہی وہاں کے علماء سے ان کے رابطے رہتے اور ان کی مجلسوں میں شرکت فرماتے۔ ان مقامات پر علماء اہل سنت خصوصاً حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کی محفلوں اور جلسوں کا اہتمام بھی کرواتے۔ حضرت علامہ مولانا تقدس علی خان صاحب علیہ الرحمۃ، شیخ الحدیث جامعہ ارشدیہ پیر جو گوٹھ جو اس زمانہ میں منظر اسلام بریلی کے نائب مہتمم بھی تھے وہ بھی اکثر حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کے ساتھ سفر میں ہوتے ان کے علاوہ حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کے صاحبزادہ اصغر مولانا حماد رضا خان نعمانی میاں علیہ الرحمۃ بھی سفر میں ساتھ ہوتے ان حضرات سے والد محترم کی دوران سفر اکثر ملاقاتیں رہتیں، راقم نے مولانا تقدس علی خان سے اور والد ماجد، دونوں بزرگوں سے یہ واقعات سنے ہیں کہ دوران سفر ٹرین، فرسٹ کلاس میں انگریز فوجی اور سول افسران بھی ہوتے جو حجۃ الاسلام کے حسن و جمال کو دیکھ کر ششدر رہ جاتے اور احتراماً اپنی ٹوپی اتار دیتے اور ان کے لئے فوراً جگہ چھوڑ دیتے۔

Marfat.com

حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کے پیٹھ پر کار بنکل کا جو پھوڑا نکل آیا تھا، اس کا آپریشن کلکتہ میں ہوا تھا۔ اس آپریشن کے موقع پر والد ماجد بھی حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کے ساتھ کلکتہ تشریف لے گئے تھے۔ مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ نے بغیر کلوفارم کے آپریشن کرایا، اس زمانے میں اسٹھیز یا ایجاد نہیں ہوا تھا، کلوفارم سنگھا کر بیہوش کر دیا جاتا تھا پھر آپریشن کیا جاتا تھا، آپ کا یہ آپریشن کئی گھنٹے، غالباً چار، پانچ گھنٹے جاری رہا اور اس دوران حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ نگاہیں نیچی کئے ہوئے گردن جھکائے درود شریف کا ورد کرتے رہے، غیر مسلم ڈاکٹر جب آپریشن سے فارغ ہوئے تو آپ سے پوچھا حضرت کیسی طبیعت ہے؟ آپ نے فرمایا کیا آپ آپریشن سے فارغ ہو گئے؟ مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا اس لئے کہ میں اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے حضور درود و سلام میں مشغول رہا، سکھ اور انگریز ڈاکٹر حیران تھے کہ یہ شخص بغیر بے ہوش کئے ہوئے اتنے طویل گھنٹے آپریشن کراتا رہا یہ زندہ کیسے رہا اس دوران اس مریض نے اف تک نہ کی، چلانا چیخنا تو دور کی بات ہے، اور پھر بھی آپریشن کے بعد چہرہ پر وہی رونق، وہی نور و حسن اور ویسے ہی ہشاش بشاش جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ یقیناً یہ روحانی طاقت کا کمال ہے، اگر روحانیت کسی چیز کا نام ہے تو وہ آج دیکھ لی۔

حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ بھی والد ماجد اور ہمارے اہل خاندان سے بڑی محبت فرماتے۔ نہایت ہی اعزاز و اکرام و شفقت بزرگانہ سے پیش آتے، اس محبت اور شفقت نے والد ماجد اور میری عمۂ محترمہ کو آپ سے اس قدر بے تکلف کر دیا تھا کہ یہ لوگ گھر اور خاندان کے ہر مسئلہ پر حضرت سے گفتگو اور مراسلت کرتے اور مشورہ لیتے حتیٰ کہ چھوٹے سے چھوٹے معاملات میں بھی آپ سے رجوع کرتے اور ہر مشکل حالات، دنیاوی پریشانیوں، دکھ اور بیماری میں حل المشکلات کے لئے پیرو مرشد کی طرف رجوع لاتے، دعاء و اذکار اور وظائف کے طالب ہوتے اس کا اندازہ ان خطوط کے مطالعہ سے کیا جا سکتا ہے جو حضرت والا نے والد ماجد اور پھوپھی صاحبہ کے خطوط کے جواب میں تحریر فرمائے (جن کی نقول اس مضمون کے آخر میں منسلک ہیں)

راقم کے خیال میں مرشد سے اسی انتہائی محبت اور لگاؤ کے زمانے میں حضرت حجۃ

Marfat.com

الاسلام علیہ الرحمۃ نے والد بزرگوار کو اپنی خلافت واجازت سے نوازا ہوگا۔ احقر سے خود والد ماجد اور عمۂ محترمہ نے بھی اس بات کا خصوصی ذکر کیا کہ حضرت نے والد ماجد کو اپنی خلافت و اجازت سے نوازا تھا اور ان کے علاوہ خاندان کے دو اور افراد (جیسا کہ گزشتہ صفحات میں مذکور ہوا) مولانا ڈاکٹر سید امیر حسن قادری مرحوم اور ڈاکٹر خورشید علی مرحوم کو بھی خلافت واجازت مرحمت فرمائی، لیکن والد ماجد نے حضرت سے اس سلسلہ میں کوئی تحریر نہیں لی۔ اس لئے کہ وہ حضرت حجۃ الاسلام، ان کے خانوادے اور صاحبزادگان کے رہتے ہوئے خود کو اس کا اہل نہیں سمجھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حجۃ اسلام کے وصال کے بعد بھی کسی کو مرید نہیں کیا بلکہ طالب کو وہ حضور مفتی اعظم ہند، حضرت جیلانی میاں صاحب یا حجۃ الاسلام کے کسی بزرگ خلیفہ کے طرف رجوع ہونے کا مشورہ دیتے۔ کراچی جب آپ تشریف لائے تو عام طور پر لوگوں کو حضرت مولانا مصلح الدین صدیقی قادری علیہ الرحمۃ سے بیعت ہونے کا مشورہ دیتے۔ پیر و مرشد سے ان کے عشق اور والہانہ لگاؤ کا اندازہ کچھ ان کے اس قول سے ہو سکتا ہے کہ "بڑے مولانا صاحب کے وصال کے بعد مجھے کوئی صورت نہیں بھاتی ہے، میں نے ہندوستان و پاکستان کی بڑی بڑی خانقاہوں اور مزارات پر حاضری دی ہے، وقت کے ولیوں اور پیران طریقت سے ملاقات کی ہے لیکن جو حسن صورت و سیرت اپنے پیر کا دیکھا، کہیں نظر نہیں آیا"۔

کوئی تجھ سا ہو تو سامنے آئے

پیر کے ساتھ اس غلبہ محبت اور کمال عشق کا یہ اعجاز تھا کہ پیر و مرشد کے وصال کے بعد اکثر ان کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوتے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "جب بھی میں کسی پریشانی اور تفکر میں مبتلاء ہوتا ہوں تو اپنے پیر و مرشد کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوتا ہوں اور وہ میری دستگیری فرماتے ہیں"۔

بلاشبہ شیخ سے ان کو بے پناہ محبت تھی اور فنافی الشیخ کے مقام پر پہنچ چکے تھے، اس غلبہ محبت نے خود ان کو بھی مستجاب الدعوات بنا دیا تھا۔

والد ماجد کے مستجاب الدعوات اور متوکل علی اللہ ہونے کے بہت سے

Marfat.com

واقعات ہیں لیکن طوالت کے خوف سے صرف تین واقعات رقم کئے جاتے ہیں:

(۱) جن دنوں راقم کی شادی ہونے والی تھی (۷ اگست ۱۹۷۰ء) یحییٰ خان کا دور حکومت تھا، قزلباش وزیر خزانہ تھے حکومت نے یہ قانون بنادیا تھا کہ سونا اور اس کو مصنوعات پر ٹیکس لگے گا اور ٹیکس کی وصولی کے لئے حکومت نے تمام دوکانوں کو اچانک سر بمہر کر دیا تھا کہ ہر دوکان کا پہلے آڈٹ ہوگا، پھر ان کے پاس جو سونا اور زیورات ہیں اس پر ٹیکس اسی انداز سے عائد کیا جائے گا۔ ظاہر ہے اس عمل میں مہینہ دو مہینہ لگ سکتا تھا، ادھر شادی کی تاریخ قریب آرہی تھی، سارا زیور گھر کا اور جو بنانے کو دیا گیا تھا وہ بھی سنار کی دوکان پر تھا جو اب سر بمہر ہو چکی تھی، سخت پریشانی کا عالم تھا، مگر والد صاحب بالکل مطمئن تھے۔ حکومت کے اس اقدام کے دوسرے دن رات میں خاکسار سے اور گھر کے دیگر افراد سے بھی فرمایا کہ "فکر کیوں کرتے ہو انشاء اللہ پرسوں وجاہت کی دلہن کے زیورات مل جائیں گے۔ تم لوگ آرام سے سو جاؤ۔" ہم نے خیال کیا کہ حضرت ہماری تسلی کے لئے دعائیہ جملہ ارشاد فرمارہے ہیں۔ دوسرے دن اخبارات میں بھی کوئی ایسی خبر نہیں آئی البتہ ۸ بجے رات کے ریڈیو کی نشریات میں یہ غیر متوقع خبر آئی کہ حکومت نے اپنا سابقہ حکم واپس لے لیا ہے کل صبح تمام ساروں کی دوکانوں کے تالے کھول دیئے جائیں گے۔ چنانچہ دوسرے دن دوپہر تک تمام زیورات ہم کو مل گئے۔

(۲) دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک بار بلازمت کے دوران (۱۹۷۱ء میں) ایک اعلیٰ افسر راقم سے سخت ناراض ہو گیا، اور ایسا خدشہ پیدا ہوا کہ احقر کو اس سے نقصان پہنچے یا اس کا کوئی قدم راقم کی رسوائی کا باعث بنے، والد ماجد سے ذکر کیا اور دعا کی درخواست کی، دوسرے دن صبح فرمایا بیٹے فکر نہ کرو انشاء اللہ وہ تمہیں بلا کر اپنی گفتگو اور عمل کی معافی مانگے گا، چنانچہ دو دن کے بعد ایسا ہی ہوا۔

(۳) تیسرا معاملہ بھی عجیب و غریب ہے، جب تک والد ماجد حیات رہے ان کا معمول یہ تھا کہ رات میں وظائف اور درود و سلام سے فارغ ہو کر حصار کرتے اور پھر استراحت کے لئے بستر پر تشریف لے جانے سے پہلے گھر کے صدر دروازے کو بھیڑ دیتے لیکن اندر سے

Marfat.com

کنڈی یا تالہ نہیں لگاتے فرماتے کہ:

"جب گھر اور اسباب کو اللہ کے سپرد کر دیا تو پھر چور کا کیا کھٹکا"

چنانچہ ان کی یہ کرامت تھی کہ فقیر کے گھر سے الحمد للہ آج تک کبھی کوئی چیز چور لے نہیں گیا، چور آئے ضرور، تین بار آئے، پہلی بار مشرقی پاکستان کے قیام کے دوران، لیکن تمام سامان قریبی کھیت میں چھوڑ کر چلے گئے، دوسری بار کراچی میں نارتھ ناظم آباد کے قیام کے دوران، چور آئے لیکن ان کو دروازہ نظر نہ آیا بھاگ گئے، تیسری بار پی-ای-سی-ایچ-ایس کراچی کے قیام کے دوران چور زیورات لے گیا، مگر تمام زیورات پولیس نے پکڑ لئے اور بغیر ہمارے ایف-آئی-آر کٹائے خود ہی ہمیں واپس کر دئے۔ صرف ایک بار کورٹ میں جاکر بیان دینا پڑا۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہم پر بڑا کرم ہے۔اس کے اس احسان کا شکر نہیں ادا ہو سکتا، دعا ہے کہ وہ ان بزرگوں کے طفیل اس فقیر، اس کے اہل وعیال اور برادران اور ان کے اہل خانہ، ہمارے محبین اور جمیع اہل سنت کو ہر برے وقت اور آفات سماوی وارضی سے محفوظ رکھے اور مسلک حقہ پر تادم مرگ قائم دائم رکھے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

سیرت و کردار:

زندگی بھر اپنے مسلک وعقیدہ پر سختی سے قائم رہے۔ نماز کے سخت پابند تھے۔ بچپن سے راقم کو اپنے ساتھ نماز پڑھاتے اور نماز کے وہ مسائل جو بعض لوگ بہت پختہ عمر میں سیکھتے ہیں راقم کو والد ماجد کی تعلیم وتربیت کی وجہ سے نو عمری میں معلوم ہو گئے تھے۔ والد بزرگوار کو بہار شریعت سے نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل حفظ تھے۔ فقیر نے کسی مدرسہ میں باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کی، والد ماجد ہی سے اردو، فارسی اور کچھ عربی کی تعلیم حاصل کی۔ بہار شریعت کا درس لیا۔ والدہ محترمہ سے ناظرہ اور اردو کی ابتدائی کتب پڑھیں۔ لیکن یہ والد ماجد کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ تھا کہ اسلامی تعلیمات حاصل کرنے اور دینی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا ذوق وشوق بچپن سے پیدا ہو گیا تھا، بہار شریعت کا مطالعہ بحمد للہ نو عمری سے کرتا رہا

Marfat.com

ہوں، اس سے احقر کو فتاویٰ رضویہ اور فقہ کی دیگر کتب کے مطالعہ کا شوق بڑھا دینی مسائل میں چونکہ اصطلاحات سمجھ میں آنے لگیں، جو مسائل سمجھ میں نہیں آتے تھے وہ راقم بلا تکلف والد ماجد سے دریافت کر لیتا۔ راقم نے بارہا یہ بات آزمائی کہ جب کسی مسئلہ میں والد ماجد سے رجوع کیا تو جواب یا حل جو وہ ارشاد فرماتے بہار شریعت میں ویسا ہی نکلتا، دیگر علماء سے پوچھنے کی ضرورت کم آئی، اگر کوئی معاملہ ایسا ہوتا تو خود مولانا وقار الدین صاحب یا علامہ عبد المصطفیٰ الازھری رحمہما اللہ یا دیگر با اعتماد عالم سے رجوع کرنے کو کہتے۔

فقہی مسائل اور عقائد کے معاملات میں آپ صرف فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت اور اعلیٰ حضرت کی تصنیفات پر اعتماد کرتے، کسی اور کا فیصلہ ماننے کو جلد نہیں تیار ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے مسلک و عقیدہ میں بڑے راسخ تھے اور عام علماء سے کہیں زیادہ اور پختہ علم رکھتے تھے، والد ماجد کے وصال کے بعد احقر نے استاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا علامہ نصر اللہ خاں افغانی ثم الہ آبادی (تلمیذ رشید مجاہد ملت حبیب الرحمٰن صاحب و مفتی نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہما مفتی دار العلوم حبیبیہ الہ آباد انڈیا) سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ کچھ مدت آپ کے حضور عربی صرف و نحو، بخاری شریف فتاویٰ رضویہ وغیرہ کے درس کے لئے زانوئے ادب تہہ کیا۔ چند ماہ یہ سلسلہ جاری رہا اور اس مختصر عرصہ میں آپ نے وہ کچھ عطا فرما دیا جو برسوں کی تعلیم میں شاید حاصل نہ ہو سکتا۔ اس کے علاوہ احقر نے جمیعۃ نشر اللغۃ العربیہ کراچی سے جدید عربی کا ۶ ماہ کا ڈپلومہ کورس بھی مکمل کیا۔ شیخ الحدیث علامہ نصر اللہ خان صاحب دامت برکاتہم عالیہ کی چند ماہ کی صحبت اور تعلیم و تربیت نے فقہ حدیث اور عربی زبان کی کتب کے مطالعہ کا ذوق بخشا جس کی فیضان سے مطالعہ میں وسعت پیدا ہوئی جس کا سب سے زیادہ فائدہ یہ ہوا کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے پلیٹ فارم سے علمی اور تحقیقی کام کو آگے بڑھانے اور اس کے ابلاغ میں فقیر کو بڑی رہنمائی ملی۔

والد گرامی، اعلیٰ حضرت کے صاحبزادگان ان کے خلفاء اور شاگرد علماء پر زیادہ اعتماد کرتے تھے۔ پاکستان میں سب سے زیادہ اعتماد علامہ شیخ الحدیث سردار احمد خان صاحب مولانا ابو البرکات صاحب، مفتی اعجاز ولی خان صاحب، مولانا وقار الدین صاحب، علامہ

Marfat.com

عبد المصطفیٰ الازہری صاحب، علامہ مولانا مصلح الدین صدیقی قادری صاحب، رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین کی شخصیات پر تھا اور کیوں نہ ہو جس نے اعلیٰ حضرت کی آنکھیں دیکھی ہوں، حجۃ الاسلام سے تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفس حاصل کیا ہو اور امام احمد رضا مجدد دین و ملت اور علامہ مفتی حامد رضا خان رحمہما اللہ کے اصحاب اور شاگرد علماء کا صحبت یافتہ رہا ہو وہ تلمیذ و خلفاء اعلیٰ حضرت کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف کیسے رجوع کر سکتا تھا۔

نماز کے سخت پابند تھے، ان کی نماز کی پابندی کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات نماز پڑھتے ہوئے ٹرین چھوٹ گئی لیکن آپ نے نماز مکمل کی نماز نہ چھوڑی۔

انگریزوں کے دور حکومت میں ریلوے یونیفارم میں ٹائی اور ہیٹ ضرورت تھی لیکن آپ نے کبھی ٹائی کا استعمال نہیں کیا، البتہ جب تک آپ کو عمامہ باندھنے کی اجازت نہیں ملی تھی آپ ہیٹ ہاتھ میں رکھتے جب کوئی بڑا افسر آنے والا ہوتا تو وقتی طور پر سر پر رکھ لیتے۔ آپ نے ریلوے حکام کو درخواست لکھی کہ عمامہ مسلمانوں کا مذہبی شعار ہے اس لئے انہیں ڈیوٹی کے وقت عمامہ باندھنے کی اجازت دی جائے۔ جب انگریز افسروں نے اس کی اجازت نہیں دی تو آپ نے دوبارہ درخواست دی کہ جب سکھوں کو اسلیئے پگڑی کی اجازت دی گئی ہے کہ یہ ان کا مذہبی شعار ہے تو مسلمانوں کو بھی اسی بناء پر اجازت ملنی چاہیے، چنانچہ آخر کار آپ کو بھی عمامہ باندھنے کی نہ صرف اجازت ملی بلکہ عمامہ کا کپڑا بھی یونیفارم کے ساتھ دیا جانے لگا۔ اس طرح ان مسلمان ملازمین کے لئے بھی راہ کھل گئی جو ہیٹ اور ٹائی نہیں پہننا چاہتے تھے لیکن غالباً پورے ہندوستان میں واحد ذات والد گرامی کی تھی جو ریلوے کی نوکری میں عمامہ باندھتے تھے۔ البتہ آپ کے بعد دو اور حضرات نے بھی عمامہ باندھنا شروع کر دیا تھا۔

ریلوے کی جس ملازمت پر آپ متعین تھے اس میں ہر وقت رشوت کے حصول کے لئے ذرائع میسر تھے۔ لیکن زندگی بھر آپ نے حرام سے پرہیز کیا، نہایت سادگی سے زندگی بسر کی، حالانکہ ان کے اکثر ساتھیوں نے چند سالوں میں اپنے مکانات تعمیر کر لئے تھے، لیکن آپ نے سخت عسرت و تنگدستی کے حالات میں بھی مال حرام کی طرف دیکھنا گوارا نہ فرمایا، بلا ٹکٹ مسافروں سے جو رقم وصول کرتے گھر واپسی سے قبل ریلوے کے بکنگ آفس

Marfat.com

میں جمع کرا کے آتے کہ کہیں شیطان کوئی لالچ دل میں نہ ڈال سکے اور جو پیسے میزان سے زیادہ ہوتے وہ بھی خزانہ میں جمع کرا دیتے۔ ایمانداری، امانت داری اور دیانت داری ان کی زندگی کے خاص اصول تھے، صبر و شکر اور تحمل و توکل آپ کا شعار تھا۔ چنانچہ جب سابق مشرقی پاکستان میں آپ ریلوے سے ریٹائر ہوئے تو آپ کے پاس اتنی رقم بھی نہیں تھی کہ زمین کا چھوٹا سا قطع خرید سکیں۔ مکان خریدنا اور بنوانا تو دور کی بات ہے۔

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو تقسیم ہند کے وقت آپ نے پاکستان کو ترجیح دی، راقم کی عمر اس وقت ۸ برس کی تھی۔ والد صاحب کا ہیڈ کوارٹر (ریلوے) مغل سرائے تھا۔ یہاں کے تمام ریلوے ملازمین کا جنہوں نے پاکستان جانے کو ترجیح دی تھی مشرقی پاکستان، ایسٹ بنگال ریلوے میں تبادلہ ہوا اور جو لوگ ایسٹ انڈیا ریلوے کے دوسرے ہیڈ کوارٹر لکھنؤ میں تھے ان کا تبادلہ مغربی پاکستان نارتھ ویسٹرن ریلوے میں ہوا۔

۲۵ ستمبر ۱۹۴۷ء کو ہم مشرقی پاکستان کے شہر دیناج پور میں داخل ہوئے، وہاں سے سید پور ہوتے ہوئے ایک یا دو دن میں جائے تبادلہ ایشرڈی ریلوے اسٹیشن پہنچے جو مشرقی بنگال ریلوے کا ایک مشہور جنکشن تھا۔ لیکن شہریت کے اعتبار سے اس وقت ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ شروع کے ۶ / ماہ والد ماجد کا پورا کنبہ جو سات افراد پر مشتمل تھا، یعنی والد ماجد، والدہ محترمہ، پھوپھی صاحبہ برادر اکبر شجاعت رسول قادری صاحب (عمر ۱۶ سال) راقم عمر ۸ سال) برادر اصغر نزاہت رسول قادری (عمر ساڑھے پانچ سال) خالہ زاد بہن (عمر ۷ سال)، ٹرین کی اسی بوگی میں مقیم رہا جس میں سفر کر کے ہم بنارس (ہندوستان) سے یہاں پہنچے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ریلوے کے سرکاری کوارٹر اس وقت بہت کم تھے اور عملہ ہندوستان سے زیادہ تعداد میں منتقل ہوا تھا۔ لہٰذا مقامی ریلوے حکام نے آنے والے ملازمین کو یہ اجازت دے دی کہ ہندوؤں کے متروکہ مکان پر قبضہ کرلیں، ریلوے بعد میں اس کو باقاعدہ قابضین کے نام الاٹ کردے گی، والد ماجد کے ساتھ آئے ہوئے وہ تمام ریلوے ملازمین جن کو سرکاری کوارٹر نہیں مل سکا تھا، اس اجازت کے بعد اپنی اپنی پسند کے ہندوؤں کے گھروں پر قابض ہو گئے۔ لیکن والد صاحب نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا کہ یہ غصب ہے

Marfat.com

اور شرعاً ناجائز ہے۔ ۶ / ماہ کسمپری کی حالت میں ویران جگہ پر ریلوے یارڈ میں، جہاں ہر وقت چور، ڈاکو اور درندوں کا ڈر لگا رہتا تھا، رہنا پسند فرمایا مگر خلاف شرع کام کرنا گوارا نہیں کیا۔ یہ بڑی عزیمت کی بات ہے اور یہ ان کے ایمان کی پختگی کی دلیل تھی، چنانچہ ۶ / ماہ بعد جب ریلوے حکام نے از خود بچی کچی متروکہ املاک میں سے ایک ٹوٹا پھوٹا جھونپڑی نما گھر والد ماجد کے نام الاٹ کر کے ان کو باقاعدہ سند دی تو پھر ہم سب اس مکان میں منتقل ہوئے۔ جب ہم لوگ شروع شروع مشرقی پاکستان منتقل ہوئے تو ہر سال، چھ ماہ بعد وہاں کے ہندو کلکتہ (ہندوستان) فرار ہوتے اور اپنے ساتھ اپنا تمام اثاثہ بھی لے جاتے۔ اس زمانے میں مشرقی پاکستان اور ہندوستان کے درمیان پاسپورٹ اور ویزے کی پابندیاں نہیں تھیں یہ قید ۱۹۵۲ء سے لگی۔

اس کے علاوہ مشرقی پاکستان اور مغربی بنگال (ہند) کی سرحد پر اسمگلنگ کھلے عام جاری تھی۔ اکثر ایسا ہوتا کہ فرار ہونے والے ہندو سامان کا کرایہ ادا کئے بغیر غیر قانونی طور سے بہت زیادہ مال و اسباب اپنے ساتھ رشوت دے کر نکال لے جاتے۔ لیکن والد صاحب نے کبھی ان کو کرایہ اور جرمانہ ادا کئے بغیر نہ جانے دیا۔ حالانکہ اس زمانے میں وہ رشوت میں نقد پیسہ کے علاوہ سونے کے انگوٹھیاں اور چوڑیاں تک دے دیتے تھے۔ اسی طرح اسمگلروں کی مجال نہیں تھی کہ جس ٹرین سے مولانا وزارت رسول قادری سفر کر رہے ہیں اس سے وہ اپنا ناجائز مال نکال کر لے جا سکیں کیونکہ ان کو علم تھا اور وہ بار بار آزما چکے تھے کہ مولانا نہ تو رشوت لیں گے نہ بغیر کرایہ اور جرمانہ وصول کئے ان کا مال چھوڑیں گے۔ مولانا کی صورت ایسی بارعب اور آواز ایسی گرجدار تھی کہ ان کی صورت دیکھتے ہی اسمگلر فرار ہو جائے اور ان کی ڈانٹ سن کر انکا پیشاب عملاً خطا ہو جاتا۔ بلکہ وہ ان کے عمامہ کی کلغی دیکھ کر ہی فرار ہو جاتے تھے۔ ایسے بہت سارے واقعات مولانا کے ساتھیوں نے جو ریلوے میں ان کے ساتھ کام کرتے تھے، راقم کو بتائے کہ جس میں بغیر ٹکٹ سفر کرنے والے مسافروں اور اسمگلر وغیرہ نے مولانا کی گرجدار آواز سن کر پیشاب کر دیا یا اسٹیشن پر ان کی صورت دیکھتے ہی فرار ہو گئے اور اس ٹرین پر سفر کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔

Marfat.com

۱۹۴۸ء میں والد ماجد اپنے پورے کنبہ کے ساتھ پہلی بار بنارس واپس آئے اس خیال کے ساتھ کہ بنگال کی آب و ہوا ہم سب کو راس نہیں آئی تھی۔ خاص کر راقم کی والدہ محترمہ سانس کی تکلیف میں مبتلا ہو گئی تھیں، بچوں کی صحت بھی ملیریا اور ٹائیفیڈ میں مسلسل مبتلا ءرہ کر خراب ہو رہی تھی۔ اس لئے اگر بنارس میں کسی روزگار کا بندوبست ہو گیا تو یہیں رہ جانے کا ارادہ تھا آبائی مکان پر ابھی کسٹوڈین نے قبضہ نہیں کیا تھا لیکن دو سال کے قیام کے باوجود ایسا نہیں ہو سکا اور آخر کار مکان بھی کسٹوڈین کے قبضہ میں چلا گیا، اس دوران آپ نے اپنا آبائی مکان محلّہ کے ایک پرانے ھندو خاندان کے سربراہ کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا رقم بھی حاصل کر لی تھی، لیکن جب آپ کو خبر ملی کہ کسٹرڈین محکمہ اس پر قبضہ کرنے والا ہے تو آپ نے تمام رقم از خود اس ھندو کو واپس کر دی کہ اس کا نقصان ہو جائیگا، ۱۹۵۰ء میں دوبارہ مشرقی پاکستان (ایشرڈی) واپس آ گئے۔

واپسی کے بعد ۱۹۵۱ء میں راقم کو ایک اردو اسکول (ناظم الدین ہائی اسکول) میں پانچویں جماعت میں داخل کرایا۔ شروع شروع میں یہاں تمام اسکولوں کا ذریعہ تعلیم بنگالی زبان تھا، جب ناظم الدین صاحب وزیر اعظم پاکستان بنے تو انہوں نے مہاجرین کے بچوں کے لئے اردو ذریعہ تعلیم اسکول کھولے۔ بنارس کے قیام کے دوران دو سال تک ایک کائستھ (ہندو) استاد گھر پر مجھے اردو، فارسی اور تیسری اور چوتھی جماعت کے کورس کی ریاضی، تاریخ اور جغرافیہ کی کتابیں پڑھانے آتے تھے اور کچھ دن کے لئے بنارس کے مشہور دارالعلوم حمیدیہ رضویہ میں حفظ کے لئے بھی بٹھایا گیا لیکن پاکستان اور ہندوستان آنے جانے میں یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔

۱۹۶۱ء میں والد ماجد ریلوے کی نوکری سے ریٹائر ہو گئے اور ایشرڈی سے راجشاہی منتقل ہو گئے۔ اسی دوران راقم نے ۱۹۵۷ء میں میٹرک کا امتحان پاس کر لیا تھا اور مزید تعلیم کے لئے راجشاہی گورنمنٹ کالج میں منتقل ہو چکا تھا۔ ۱۹۶۱ء میں راقم نے بی-اے آنرز اکنامکس کے ساتھ پاس کیا اس میں ایک پرچہ فارسی زبان و ادب کا بھی تھا، اس دوران ۱۹۶۲ء میں، والد صاحب نے دوبارہ ہندوستان کا سفر کیا۔ اس بار وہ تنہا تھے۔ کلکتہ، بنارس، لکھنؤ، ممبئی

Marfat.com

اور رامپور میں اپنے عزیز واقارب اور علماء کرام سے ملاقاتیں کیں۔

لکھنؤ میں اپنے برادر اکبر حضرت مولانا عنایت رسول وارثی علیہ الرحمۃ ایڈیٹر ماہنامہ سنی (لکھنؤ) سے ملاقات کی اور وہیں قیام فرمایا۔ ممبئی میں اپنے دوسرے برادر اکبر حضرت مولانا شفقت رسول قادری رضوی حشمتی صاحب سے ملاقات کی وہاں قیام راقم کے برادر اکبر شجاعت رسول قادری صاحب کے یہاں رہا جو ۱۹۵۸ء میں بغرض روزگار ممبئی چلے گئے تھے اور پھر ہندوستان میں ہی مقیم رہے۔ آج کل کویت میں بسلسلہ ملازمت رہائش پذیر ہیں۔

ریلوے کی ملازمت کے دوران فقیر کے ہوش و حواس میں والد صاحب دوبار حادثہ سے دوچار ہوئے۔ ایک بار آپ کی داہنی ٹانگ کی ٹخنوں سے اوپر کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی، دوسرا حادثہ شدید تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا کہ جان بچ گئی۔ چلتی ٹرین پر چڑھتے میں ہاتھ چھوٹ گیا اور مولانا پلیٹ فارم اور ریلوے لائن کی درمیان کی جگہ پر گر گئے لیکن گرتے ہی ان کی زبان سے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نکلا اور اس تنگ جگہ میں اس طرح سما گئے کہ نہ جسم کا کوئی حصہ کٹا اور نہ ہی جسم پر کوئی خراش تک آئی حتیٰ کے یونیفارم کا کوئی حصہ بھی پہیے کی لپیٹ میں نہ آیا۔

راقم نے ۱۹۶۳ء میں راجشاہی یونیورسٹی سے ایم۔اے اکنامکس کی ڈگری حاصل کی راجشاہی کے قیام کے دوران حکیم مولانا غلام مصطفیٰ کوثر امجدی صاحب کے ساتھ اکثر راقم کی اور والد صاحب کی صحبت رہتی (۲۸)۔

۱۹۶۴ء کے شروع میں راقم کراچی منتقل ہو گیا۔ قیام راجشاہی کے دوران ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں دو جلسوں میں شرکت ہوتی تھی۔ ایک مولانا حکیم غلام مصطفیٰ کوثر امجدی رحمۃ اللہ علیہ کے محلہ میں اور دوسرا ابو محمد صاحب مرحوم مالک ''اس عبدالشکور تمباکو کو اینڈ کمپنی'' راجشاہی کی قیام گاہ پر جس کے ایک حصہ میں ہم سب کا بھی قیام تھا(۲۹)، ان جلسوں میں، حکیم صاحب کے علاوہ مقامی سنی بنگالی علماء بھی ہوتے تھے۔ ایشرڈی سے راقم کے اسکول کے استاذ گرامی مولانا فضل قدیر ندوی صاحب(۳۰) بھی خاص طور سے

Marfat.com

مدعو کئے جاتے تھے بعد میں حضرت مولانا عارف اللہ صدیقی میرٹھی صاحب علیہ الرحمۃ بھی
مغربی پاکستان سے تشریف لے جانے لگے۔ ہندوستان سے پھلواری شریف کے ایک بزرگ
بھی اکثر سال بسال تشریف لاتے تھے انکا اسم گرامی غالباً سید مصباح الدین یا صبیح الدین تھا۔

قیام راجشاہی کے دوران راقم ماہانہ ادبی نشستوں اور مشاعروں میں شرکت کرتا رہا
اور خود بھی طبع آزمائی کی، ابتدائی دور میں حضرت مولانا فضل قدیر ندوی صاحب اور پروفیسر
کلیم سہسرامی صاحب سے اصلاح لیتا رہا، لیکن نعت شریف کا ذوق حضرت حکیم مولانا غلام
مصطفیٰ کوثر امجدی علیہ الرحمۃ کی صحبت سے پیدا ہوا وہ خود بھی نعت کے بہت اچھے شاعر تھے
ان کا مجموعہ نعت "جام کوثر" اس فقیر نے ہی کراچی سے ۱۹۶۷ء میں شائع کیا تھا اور والد ماجد
نے اس پر مقدمہ لکھا تھا، (جو اس مضمون کے آخر میں منسلک ہے) نعت میں احقر انہی سے
اصلاح لیتا تھا۔ کراچی آنے کے بعد احقر نے جناب بہزاد لکھنوی مرحوم کے ساتھ کراچی،
حیدرآباد اور میرپورخاص کے کئی مشاعروں میں شرکت کی۔

کراچی میں راقم نے ایک سال -ایم-بی-اے- کی تعلیم حاصل کی لیکن بوجوہ یہ
تعلیم منقطع کر کے ۱۹۶۶ء (فروری) میں حبیب بینک میں بطور آفیسر ملازمت اختیار کرلی
غالباً ۱۹۶۷ء کے اوائل میں والد ماجد معہ اہل و عیال کے بذریعہ بحری جہاز کراچی تشریف
لے آئے۔

۶۹-۱۹۶۸ء میں چند ماہ کے لئے راولپنڈی میں اپنے بھانجے محمد راغب خان
صاحب مرحوم ابن ڈاکٹر خورشید علی خان صاحب (مرید و خلیفہ حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ) کے
یہاں قیام پذیر رہے، پھر وہاں سے ان کی ٹریول ایجنسی کے ایک دفتر میرپور آزاد کشمیر میں بطور
منیجر ملازمت اختیار کی، لیکن کام زیادہ نہیں چلا اس لئے بددل ہو کر کراچی واپس آگئے اور کراچی
میں اپنے ایک بھانجے ڈاکٹر محمد سلطان قریشی صاحب کے ہسپتال (کورنگی) میں اکاؤنٹنٹ کی
حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۶۹ء کے آخر میں احقر کے اصرار پر گھر بیٹھ گئے۔

قیام راولپنڈی کے دوران جن معروف علماء کرام سے آپ کی ملاقاتیں رہیں ان
کے اسماء گرامی یہ ہیں :

Marfat.com

☆ مولانا عارف اللہ صدیقی صاحب (راولپنڈی)

☆ مولانا فیض الحسن فیضی چشتی صاحب (راولپنڈی)

☆ علامہ مطیع الرضا صاحب (راولپنڈی)

☆ مولانا مفتی اعجاز ولی صاحب (لاہور)

☆ علامہ مفتی ابو البرکات صاحب (لاہور)

☆ مولانا خلیل احمد صاحب (لاہور)

☆ مولانا حکیم معین الدین ایڈیٹر سواد اعظم (لاہور)

☆ مولانا محمود احمد رضوی صاحب (لاہور)

اس کے علاوہ آپ نے لاہور، ملتان اور فیصل آباد کا بھی سفر کیا وہاں مزارات پر حاضری دی اور علماء سے ملاقاتیں کیں۔

دینی وملی خدمات :

سنی کانفرنس منعقدہ ۱۹۴۶ء بنارس، اور تحریک پاکستان میں آپ نے بنارس کی سطح پر ایک کارکن کی حیثیت سے بڑا فعال کردار ادا کیا، اس وقت احقر کی عمر ۷ سال تھی۔ والد صاحب مرحوم کے ساتھ فقیر نے بھی سنی کانفرنس میں شرکت کی ہے۔ راقم کو اب تک یاد ہے کہ والد صاحب نے ایک حسین وجمیل شخصیت کی گود میں اس فقیر کو بٹھایا تھا جو سیاہ جبہ پہنے ہوئے تھے۔ بعد میں آپ نے اس کا اسم گرامی محدث کچھوچھوی صاحب بتایا تھا، اور اسٹیج پر جو نوجوان مولوی صاحب نظامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ ان کا نام مولانا عارف اللہ صدیقی بتایا تھا۔

اس سلسلہ میں سنی کانفرنس کے ایک چشم دید گواہ جناب مرزا ایوب ابن مرزا عبد الرؤف (سابق اسٹاف پاکستان قونصلیٹ جدہ) نے جو ریٹائرمنٹ کے بعد جدہ ہی میں مقیم تھے اور اب مدینہ منورہ میں مقیم ہیں اور حال ہی میں کراچی تشریف لائے ہوئے تھے،

Marfat.com

ایک ملاقات میں والد صاحب کے ذکر پر فرمایا(۳۱)

"وزارت بھائی نے آل انڈیا سنی کانفرنس ۱۹۴۶ء اور قیام پاکستان کے انتخابات ۱۹۴۶ء میں بنارس کی سطح پر گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کے موقع پر وہ محلہ کے نوجوانوں کو جن میں، میں خود بھی شامل تھا، آل انڈیا سنی کانفرنس کے جلسہ گاہ تک لے جاتے۔ ان کی ذمہ داریاں لگاتے اور مرد اور خواتین کو بادشاہ کے باغ (جلسہ گاہ) تک پہنچانے کے لئے ان کی رہنمائی کرتے، مہمان، علماء کے وفود کی دیکھ بھال اور ان کی ضروریات کی تکمیل کے لئے خود چوکس رہتے اور دیگر کارکنان کو بھی چوکس رکھتے، اسی طرح ۱۹۴۶ء کے مسلم لیگ کے الیکشن کے زمانے میں پوسٹر لگانے سے لے کر ووٹ ڈالنے تک مرد اور خواتین کی رہنمائی کا فریضہ مستعدی سے انجام دیتے اور ان امور کی نگرانی میں ہاتھ بھی بٹاتے تھے، اس کے علاوہ بنارس میں جب بھی علماء اہل سنت کا کوئی اجتماع یا میلاد مبارک کا جلسہ ہوتا تو وزارت بھائی خاص طور سے اس کے اہتمام وانتظام میں مصروف ہوتے اور جلسہ اگر حجۃ الاسلام کی زیر صدارت ہے تو ان کا جوش وخروش دیکھنے کے قابل ہوتا وہ اس کے جملہ انتظامات میں بنفس نفیس شریک ہوتے۔ حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ تو وزارت بھائی کو خاص طور سے بہت چاہتے تھے اور وہ زیادہ تر قیام بھی آپ کے ہی گھر پر فرماتے"۔

مرزا ایوب ابن مرزا عبدالرؤف صاحب مزید فرماتے ہیں کہ "حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کے علاوہ دیگر جید علماء اہل سنت مثلاً صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی صاحب، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی صاحب، مولانا ابراہیم رضا خان صاحب رحمہم اللہ اور دیگر علماء کرام جب بھی بنارس تشریف لاتے تو مولانا وزارت رسول قادری صاحب سے ضرور ملاقات کرتے بلکہ بعض آپ کے گھر پر ہی قیام بھی فرماتے۔ یہ علماء کرام زیادہ تر بنارس میں دو یا تین جگہوں پر قیام پذیر ہوتے۔ مدنپورہ میں دار العلوم فاروقیہ رضویہ کے مہتمم

Marfat.com

صاحب کے پاس، مولانا عبدالحمید قادری پانی پتی علیہ الرحمۃ کی قیام گاہ یا ان کے مدرسہ حمیدیہ رضویہ پر یا پھر جناب وزارت رسول قادری حامدی کے مکان پرؔ۔

علماء بنارس مثلاً مولانا عبدالرشید ابن مولانا عبدالحمید قادری پانی پتی، مولانا عبدالوحید ابن مولانا عبدالرشید (۲۲)، مولانا ابراہیم نعمانی صاحب ان کے صاحبزادے مولانا عبدالسلام نعمانی (امام و خطیب گیانباپی مسجد) (۲۳) مولانا محمد شریف صاحب، مولانا خلیل داس صاحب (۲۴)، حافظ غلام مصطفےٰ صاحب، مولوی داد خان صاحب وغیرھم، والد ماجد کا بڑا احترام کرتے اور اکثر میلاد شریف کی محفلوں اور مجلسوں میں والد ماجد ان کے ساتھ شریک ہوتے۔ فقیر کو اچھی طرح یاد ہے کہ غالباً ۱۹۴۵ء میں جب رسم ختنہ کے بعد یہ فقیر صحت یاب ہوا تھا تو والد ماجد علیہ الرحمۃ نے میلاد مبارک کی ایک محفل منعقد کی تھی جس میں حضرت مولانا ابراہیم رضا خان صاحب (جیلانی میاں صاحب)، فرزند اکبر حجۃ الاسلام علیہما الرحمۃ خاص طور سے تشریف لائے تھے۔ اس موقع پر بنارس کے خاص خاص علماء بھی موجود تھے۔

والد صاحب ہندوستان میں جب تک رہے، عرس اعلیٰ حضرت میں (بریلی شریف) ضرور شرکت فرماتے، اور دیگر بزرگوں کے اعراس میں حسب مواقع اور فرصت شرکت کرتے، مدارس اہل سنت کی خصوصاً منظر اسلام، بریلی شریف، مظہر اسلام فیصل آباد، دارالعلوم امجدیہ کراچی، دارالعلوم حامدیہ رضویہ کراچی اور شہر اور ملک کے دیگر مدارس اہل سنت کی حسب توفیق خود بھی مدد کرتے اور دوسروں کو بھی تلقین کرتے۔ راقم کی تربیت کے لئے راقم کے ہاتھ سے مدارس اور علماء کے خدمت کرواتے۔ علماء و مشائخ سے مراسلت بھی رکھتے۔ پاک و ہند کے مندرجہ ذیل رسائل و ماہنامہ والد ماجد اور پھوپھی صاحبہ کے مطالعہ میں ہوتے تھے:

۱............ماہ طیبہ	کوٹلی لوہاران (سیالکوٹ)
۲............اعلیٰ حضرت	(بریلی شریف)
۳............نوری کرن	(بریلوی شریف)

Marfat.com

۴.........سواد اعظم (مراد آباد / لاہور)

۵.........آستانہ (دہلی)

ادبی رسائل / نیم ادبی مذہبی رسائل

۶.........ماہنامہ مشہور (دہلی)

۷.........ماہنامہ کہکشاں (دہلی)

۸.........نقوش

۹.........نگار

۱۰.........بتول

اخبارات

مندرجہ ذیل اخبارات پڑھے جاتے تھے:

۱.........جنگ (دہلی / کراچی)

۲.........انجام (دہلی / کراچی)

۳.........مورننگ نیوز (ڈھاکہ) انگریزی اخبار

۴.........آبزرور (ڈھاکہ) انگریزی اخبار

۵.........ڈھاکہ سے شائع شدہ ایک اردو اخبار

نوٹ: ان کے علاوہ پاک و ہند سے شائع ہونے والے کچھ اور بھی دینی اور مذہبی رسائل آتے تھے لیکن جونکہ وہ راقم کے بچپن کا زمانہ تھا اس لئے ذہن میں ان کا نام محفوظ نہیں۔

والد محترم اور عمہ محترمہ دونوں کو مطالعہ کا بڑا شوق تھا۔ والد صاحب اردو اور فارسی ادب کا اچھا ذوق رکھتے تھے۔ غالب، اقبال، حسرت موہانی، مومن اور حافظ و سعدی کے کافی اشعار ان کو زبانی یاد تھے۔ نعتیہ شاعری میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اور اپنے پیرو مرشد حجۃ الاسلام علامہ مولانا حامد رضا خاں اور حسن رضا بریلوی علیہم الرحمۃ کے کثیر اشعار زبانی یاد تھے۔ ان کے علاوہ کسی اور کی نعت کم پڑھا کرتے تھے اکثر مشاعروں میں بھی شریک ہوتے۔

Marfat.com

اسی طرح عمۂ محترمہ کا اردو نثر و نظم کا مطالعہ بڑا وسیع تھا اور ذوق بڑا ستھرا تھا۔ انتخاب زمانہ شعراء و ادباء کے کلام زیر مطالعہ رہتے تھے۔ بعض ادبی اور دینی رسالوں میں ان کے مضامین فوزیہ صبوحی کے نام سے چھپتے تھے۔ مراسلت نگاری کے فن سے واقف تھیں۔ اپنے پیر و مرشد حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کے علاوہ بعض دیگر علماء سے بھی مراسلت تھی۔ حیدر آباد دکن، ممبئی، لکھنؤ، دہلی وغیرہ میں اپنے بھائیوں کے ساتھ خط و کتابت کرتی تھیں اس کے علاوہ برصغیر پاک و ہند میں خاندان کے تمام بزرگوں سے زندگی کے آخری ایام تک خط و کتابت جاری رہی۔ گھر کی لائبریری میں غالب، اقبال، مومن، حسرت موہانی، مجاز لکھنوی، اکبرالہ آبادی، فیض احمد فیض، کے دواوین موجود تھے۔ نعتیہ شعراء میں امام احمد رضا بریلوی، حسن بریلوی، جمیل احمد قادری بریلوی رحمہم اللہ کے نعتیہ مجموعوں کے علاوہ حجۃ الاسلام کی چند نقل شدہ نعتیں بھی تھیں۔ واضح رہے کہ مولانا حامد رضا حامد بریلوی علیہ الرحمۃ اپنے والد ماجد اور چچا محترم کی طرح بڑے قادر الکلام نعت گو شاعر تھے مگر افسوس کہ آپ کا نعتیہ کلام شائع نہ ہو سکا اور آپ کے وصال کے بعد حاسدوں نے ضایع کر دیا۔

علاوہ ازیں، اعلیٰ حضرت یا اہل سنت کی جس نئی تصنیف یا رسالہ کی خبر سنتے اس کو ضرور حاصل کرتے۔ بعض رسائل میں آپ کے مضامین بھی شائع ہوئے لیکن راقم کے پاس صرف ماہنامہ "اعلیٰ حضرت ۱۹۶۵ء" کے ایک شمارے میں شائع شدہ مضمون محفوظ تھا لیکن تلاش بسیار کے باوجود شمارہ نہیں مل سکا۔ جس زمانہ میں تاج کمپنی نے پہلی بار قرآن مجید کنز الایمان کے ترجمہ کے ساتھ شائع کیا، والد ماجد علیہ الرحمۃ نے اس نسخۂ کنز الایمان اور اس کے حاشیہ خزائن العرفان کو حرفاً حرفاً پڑھا اور مراد آباد (ہندوستان) کے نسخہ سے اس کا تقابلی مقابلہ کر کے اس کی اغلاط تلاش کیں اور تاج کمپنی کے مینجنگ ڈائریکٹر عنایت اللہ خاں کو سخت الفاظ میں خط لکھا کہ "آپ نے کنز الایمان کے ترجمہ میں تحریف کر کے بددیانتی کی ہے جس کی فہرست منسلک ہے۔ نیز یہ کہ مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اور صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کے اسمائے گرامی پورے القاب و آداب اور "رحمۃ اللہ علیہ" کے ساتھ نہیں لکھے گئے، آپ فوراً اپنے معذرت

Marfat.com

نامے کے ساتھ ان تمام اغلاط کی تصحیح شائع کریں بلکہ یہ غلط نسخے لوگوں سے واپس لے کر نئے طبع شدہ (تصحیح شدہ) نسخے بھیجنے کا انتظام کریں" جب تک تاج کمپنی والوں نے معذرت کا خط نہیں بھیجا آپ برابر ان کو یاد دہانی کا خط لکھتے رہے۔

آپ نے کنزالایمان اور حاشیہ کی عبارات میں ۷۳ راغلاط کی نشاندہی کی جن میں بعض فاحش تھیں اور ان کی نقل پاک وہند کے متعدد علماء کرام کو اس درخواست کے ساتھ روانہ کی کہ تاج کمپنی سے نہ صرف احتجاج کیا جائے بلکہ اس کے تدارک میں تصحیح شدہ نسخوں کی اشاعت کا مطالبہ کیا جائے۔

بحمد للہ آپ کی مساعی اور دیگر علماء اہل سنت کی کوششوں سے تاج کمپنی کو غلط نسخے واپس لینے پڑے اور اصلی ترجمہ کے متن کے ساتھ نیا نسخہ شائع کر کے مارکیٹ میں بھیجنا پڑا۔ تاج کمپنی والوں نے اس کے ساتھ ہی معذرت کا ایک خط بھی ارسال کیا تھا جو اس مضمون کے آخر میں اغلاط کی فہرست کے ساتھ اہم دستاویز کے طور سے شامل کیا گیا ہے۔

پاک وہند کے جید علماء کرام مثلاً حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان صاحب، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب، مولانا عبدالحمید بنارسی صاحب، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی صاحب، مولانا سردار احمد خان صاحب، صدر الشریعۃ مولانا مفتی امجد علی اعظمی صاحب، مولانا حشمت علی خان صاحب، مولانا محبوب علی خان صاحب، مولانا مفتی اعجاز ولی خان صاحب، مولانا تقدس علی خان صاحب، مولانا ابراہیم رضا خان صاحب رحمہم اللہ علیہم سے آپ کے بڑے قریبی تعلقات تھے، اکثر سفر و حضر اور جلسوں میں ان کا ساتھ رہتا۔ مولانا ابراہیم رضا خان صاحب جیلانی میاں علیہ الرحمۃ جب مشرقی پاکستان ۱۹۵۴ء میں تشریف لائے تو ایشرڈی بھی تشریف لائے اور والد صاحب کے ہی پاس قیام پذیر ہوئے تھے۔ بعد میں آپ حجۃ الاسلام کے ایک نو مسلم بنگالی مرید کے گھر منتقل ہو گئے۔

راقم نے اس قیام کے دوران حضرت جیلانی میاں علیہ الرحمۃ کے زیارت بھی کی اور ان کی کرامات بھی دیکھیں۔ نہایت ہی حسین و جمیل تھے اور سرخ و سفید رنگت تھی۔ متوازن قد و قامت کے حامل تھے۔ جب عمامہ اور سیاہ جبہ پہن کر چلتے تو لوگ حیرت سے تکتے

Marfat.com

رہ جاتے۔ ایشر ڈی میں ایک ڈاکٹر صاحب اسمعیل نام کے رہتے تھے۔ ان کی اکلوتی اولاد ایک ۱۴ سالہ صاحبزادے تھے اس کو پیشاب کا عارضہ تھا، اس عمر میں بھی شب میں سوتے ہوئے اسے پیشاب آجاتا تھا، ڈاکٹر صاحب نے خود اپنا بھی اور دوسرے ڈاکٹروں کا بہت علاج کرایا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، جب ان کو پتہ چلا کہ بریلی ہندوستان سے ایک بزرگ عالم تشریف لائے ہیں تو انھوں نے حضرت جیلانی میاں علیہ الرحمۃ کو اپنے گھر پر دعوت دی، حضرت نے ان کے صاحب زادے کو دم کیا، تعویذ لکھ کر دیا اور پانی دم کر کے دیا کہ اس کو پلاتے رہیں۔ الحمد للہ تین دن کے اندر اس کی بچپن کی برسوں کی بیماری ختم ہوگئی، یہ کرامت دیکھ کر ڈاکٹر صاحب اور ان کا پورا گھرانہ حضرت کا مرید ہوگیا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ راقم کی انگلی جل گئی تھی والد صاحب نے حضرت سے ذکر کیا۔ حضرت نے درود شریف :

اللہ رب محمد صلی علیہ و سلما—نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

پڑھ کر دم فرمایا، فوراً ٹھنڈک پڑگئی اور کوئی زخم یا چھالہ بھی نہیں پڑا۔ تیسری کرامت یہ دیکھی ایک دن آپ کو کہیں جانا تھا اتنے میں زوردار بارش شروع ہوگئی۔ آپ نے بیساختہ ہاتھ اوپر آسمان کی طرف (کسی چیز کو روکنے کے اشارے کے انداز میں) اٹھایا فوراً ہی بارش رکنا شروع ہوگئی اور پھر بند ہوگئی۔

قیام ایشر ڈی کے دوران والد ماجد نے بہت سے لوگوں کو حضرت جیلانی میں علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر داخل سلسلہ قادریہ حامدیہ رضویہ کرایا اور متعدد جگہوں پر آپ کی تقاریر کا اہتمام کیا اور نماز جمعہ کی خطابت و امامت کا بھی انتظام کیا۔ احقر نے آپ کے اس قیام کے دوران آپ سے درود شریف کی تعلیم اور کچھ دیگر وظائف کی بھی اجازت حاصل کی۔

(۱) اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما—نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

(۲) صلی اللہ علی النبی الامی والہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم صلاۃ وسلا ماعلیك یا رسول اللہ۔

جب ۱۹۷۰ء میں ایوب خاں مرحوم کے زوال کے بعد جمہوریت کی تحریک

Marfat.com

شروع ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ وقت ہے کہ اب اہل سنت و جماعت کو اپنے سیاسی وجود کو تسلیم کروانا چاہیے اس لئے کہ تحریک پاکستان کے دور سے لے کر اب تک یہ ہوتا رہا کہ اہل سنت کے علماء و عوام مسلم لیگ کے نام پر ووٹ دیتے رہے۔ اب وقت ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت کے پلیٹ فارم سے اپنا نمائندہ خود منتخب کریں تاکہ اسمبلیوں میں جاکر نظام مصطفیٰ (ﷺ) کے نفاذ کے لئے، کہ جس کے قیام کی خاطر غیر منقسم ہندوستان کے سنی عوام اور علماء نے مسلم لیگ کو مینڈیٹ دیا تھا، اپنا رسوخ استعمال کر سکیں اور اہل سنت کا سیاسی تشخص بھی برقرار رکھ سکیں۔ چنانچہ ۱۹۷۰ء میں جب جمعیت علماء پاکستان نے سیاسی پارٹی کے طور سے الیکشن میں حصہ لینے کا اعلان کیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور اس کی تحریک اور الیکشن کمپین میں بڑی دلچسپی سے حصہ لیا۔ اس دوران مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب، علامہ عبد المصطفیٰ ازہری صاحب، مولانا سعادت علی قادری صاحب، مولانا محمد حسین حقانی صاحب وغیرھم سے ملاقاتیں کرتے، ان کے جلسہ میں شریک ہوتے۔ راقم اور اس کے چھوٹے بھائیوں کو خاص طور پر تاکید تھی کہ جمعیت کے لئے کام کریں۔ چنانچہ اس الیکشن میں علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ کے پولنگ اسٹیشن کے اسٹاف کی حیثیت سے ہم بھائیوں نے کام کیا۔

تواضع وانکساری :

جد امجد اور حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہما کی نسبت سے علماء کرام والد ماجد کا بڑا احترام اور اکرام فرماتے تھے۔ لیکن والد ماجد کے ادب کا یہ عالم تھا کہ علماء کرام کے سامنے دوزانو بیٹھتے اور کبھی ان کے برابر باوجود ان کے دعوت واصرار کے نہ بیٹھتے۔ خاص کر حجۃ الاسلام کی اولاد، ان کے خلفاء اور اعلیٰ حضرت کے خلفاء و شاگرد علماء سے تو بڑی عاجزی انکساری اور ادب کے ساتھ معاملات کرتے۔ اس کے علاوہ عوام الناس مسلمان اور رشتہ داروں سے بھی انکساری اور محبت کا سلوک کرتے۔ بچہ ہو یا جوان، ضعیف ہو یا قوی، ہر ایک کو سلام میں پہل کرتے، راہ

Marfat.com

چلتے اگر کوئی کانٹایا پتھر وغیرہ مل جاتا تو اسے فوراً کنارے سے ہٹا دیتے کہ مبادا کسی کو تکلیف نہ پہنچ جائے، محلہ کا اگر کوئی کمزور یا بوڑھا شخص اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھاتا نظر آجاتا تو اس کی مدد کرتے۔ اپنی اولاد کو بھی ایسا کرنے کا حکم دیتے۔ والد ماجد کی صرف ایک سگی بہن تھیں لیکن اپنے تمام خاندان کے ہر فرد سے ایسی محبت اور رواداری کا مظاہرہ فرماتے کہ ہر فرد یہ سمجھتا کہ وہ اس ہی سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ چنانچہ خاندان میں جیسا کہ اکثر ہوتا ہے آپ میں رنجشیں بھی ہوتی ہیں لیکن مولانا وزارت رسول قادری کا ایسا گھرانہ تھا کہ خاندان کے کسی فرد کو اس سے کوئی رنجش اور شکایت نہیں، وہ کسی رشتہ دار کے آپس کے نزاع میں نہیں پڑتے لیکن صلح اور دوستی کرانے کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے۔

۷ اگست ۱۹۷۰ء کو راقم رشتہ ازدواج میں منسلک ہوا۔ فقیر کی اہلیہ ڈاکٹر بر جیس جہاں کوئٹہ گورنمنٹ کالج کے انگریزی کے پروفیسر سید عزیز الدین نقوی مرحوم کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ اہلیہ اس وقت آرمی میڈیکل کور میں ملازم تھیں۔ شادی کے بعد ان کا تبادلہ نوشہرہ کینٹ (صوبہ سرحد) ہو گیا۔

والد بزرگوار تقریباً ایک سال معہ والدہ صاحب کے اہلیہ کے ساتھ نوشہرہ کینٹ میں مقیم رہے۔ ۷ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو کراچی تبادلہ ہوا اور ملیر کینٹ کمبائنڈ ملٹری ہسپتال میں تعیناتی ہوئی۔

ملیر کینٹ اور پی۔ان۔اس۔شفا میں قیام کے دوران حضرت مولانا تقدس علی خان صاحب علیہ الرحمۃ، شیخ الحدیث و مہتمم مدرسہ راشدیہ پیر جو گوٹھ اور محترم مولانا شفیع محمد قادری صاحب (نائب صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا) (۳۵)۔ متعدد بار غریب خانے پر والد ماجد صاحب سے ملنے تشریف لاتے رہتے۔ حضرت مولانا تقدس علی خان صاحب علیہ الرحمۃ نے میرے دونوں صاحبزادوں کے تاریخی نام رکھے، بڑے صاحبزادے کا سطوت رسول ازھر قادری (۱۳۹۱ھ) اور چھوٹے کا صولت رسول نور قادری (۱۳۹۳ھ) خود تجویز فرمایا (۳۶)۔

حضرت مولانا علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان جو ملیر

Marfat.com

سعود آباد میں ۸۰ر گز کے ایک معمولی مکان میں رہتے وہ بھی قیام ملیر کینٹ کے دوران والد صاحب سے ملاقات کے لئے کئی بار تشریف لائے۔ حضرت مولانا وقار الدین صاحب علیہ الرحمۃ کی بھی برابر ملاقات رہتی تھی (۲۰)۔ حضرت مولانا وقار الدین صاحب قادری رضوی حامدی والد صاحب کے پیر بھائی تھے جب سابق مشرقی پاکستان کی تحصیل چٹاگانگ کے قصبہ سولہ شہر کی مشہور سنی درسگاہ جامعہ احمدیہ سنیہ وہ پرنسپل تھے، تو وہاں بھی والد صاحب سے ملاقات رہتی تھی، راقم بھی قیام مشرقی پاکستان کے دوران حضرت سے دو بار ملاقات کر چکا تھا۔ پیر طریقت حضرت مولانا مصلح الدین صدیقی قادری صاحب علیہ الرحمۃ تقریباً ہر سال ربیع الاول شریف کی محفل میلاد میں خصوصی خطاب کے لئے گھر پر تشریف لاتے۔ یہاں تک کہ مولانا مصلح الدین صاحب کے وصال سے قبل جو آخری محفل میلاد تھی وہ بھی فقیر کے گھر پر (پی-ان-اس-شفا میں) منعقد ہوئی تھی اور اس میں حضرت مولانا مفتی اختر رضا دامت برکاتہم عالیہ بھی شریک ہوئے تھے۔ حضرت مولانا محمد حسن حقانی صاحب دامت برکاتہم عالیہ سے بھی والد صاحب کو خصوصی محبت تھی۔ قیام نارتھ ناظم آباد کے دوران (۱۹۶۷ء تا ۱۹۷۰ء) والد صاحب اکثر جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد دار السلام بڑا میدان ناظم آباد، جہاں حقانی صاحب ان دنوں نماز جمعہ کی خطابت و امامت فرماتے تھے، جایا کرتے تھے اور رمضان میں تراویح بھی جب تک نارتھ ناظم آباد میں مقیم رہے، وہیں پڑھنے جاتے تھے اور اکثر ہم سب پیدل چلے جاتے تھے۔ حالانکہ ان کی مسجد ہماری قیام گاہ سے کم از کم ۲ر کیلو میٹر کے فاصلہ پر تھی۔ حضرت مولانا قاری رضا المصطفےٰ صاحب، اور دار العلوم حامدیہ رضویہ کے شیخ الحدیث مولانا غلام نبی صاحب اور مہتمم مولانا محمد طفیل صاحب مرحوم مغفور اکثر حضرت سے ملاقات کے لئے نارتھ ناظم آباد کی رہائش گاہ پر اور پھر بعد میں ملیر کینٹ اور پی-ان-اس-شفا میں تشریف لاتے تھے۔ والد صاحب کو دار العلوم حامدیہ رضویہ کا خزانچی اور رکن بھی مقرر کیا گیا تھا۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن کے بعد ماہ نومبر میں والد صاحب ایک بار بذریعہ بحری جہاز مشرقی پاکستان اپنے عزیز و اقارب اور دوستوں سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ غالباً ایک ماہ کے بعد وہاں سے واپس آئے۔ اس وقت انہوں نے وہاں کے سیاسی حالات کا جائزہ

Marfat.com

لیتے ہوئے یہ تاثر پیش کیا کہ اب مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کا ایک ساتھ رہنا مشکل نظر آرہا ہے۔ سنی رضوی سوسائٹی کے (مانچسٹر، انگلینڈ) کے بانی اور سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا ابراہیم خوشتر صدیقی رضوی حامدی صاحب دامت برکاتہم عالیہ بھی جب کراچی آتے تو والد ماجد سے ملاقات کے لئے ضرور آتے۔

سفر حج وزیارت:

۱۹۷۲ء میں والد ماجد کی کھانے کی نالی میں تکلیف شروع ہو گئی تھی۔ علاج معالجہ سے کچھ افاقہ ہوا پھر ۱۹۷۳ء میں وہ حضور اکرم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کی نیت سے اور اس کے طفیل حج بیت اللہ کی سعادت کے حصول کے لئے جدہ بحری جہاز سے روانہ ہوئے۔ مولانا کا حج کا پروگرام ان کے برادر طریقت حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی رضوی حامدی قادری صاحب کے ساتھ بنا تھا۔ چنانچہ اس حج میں وہ حضرت کے ساتھ ساتھ رہے۔ خوشتر صاحب پہلے ماریشس پھر وہاں سے جدہ پہنچے۔ دوران سفر حج والد کی طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی۔ کھانے کی نالی میں ایسی تکلیف ہوئی کہ کھانا حلق سے اترنا بند ہو گیا، اللہ تعالیٰ جزاء خیر دے حضرت مولانا خوشتر صاحب مدظلہ اور ان کے افریقی شاگرد کو کہ انہوں نے والد ماجد کی اس علالت کے دوران بڑی خدمت کی اور منیٰ و عرفات کے سفر میں خصوصی دیکھ بھال کی۔ بعدہ، مولانا خوشتر صاحب افریقہ روانہ ہو گئے لیکن اپنے افریقی شاگرد کو مکہ شریف میں چھوڑ گئے جہاں وہ حضرت والد ماجد کی خدمت کرتے رہے، مکہ شریف میں طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو مکہ کے مستشفیٰ ملک عبدالعزیز (ملک عبدالعزیز ہسپتال) میں علاج معالجہ ہوتا رہا، وہاں پاکستانی اور ہندوستانی ڈاکٹر اس وقت اکثریت میں تھے۔ ان ڈاکٹروں کے بورڈ نے یہ فیصلہ سنایا کہ آپ کراچی واپس چلے جائیں وہاں آپریشن کے ذریعہ علاج ممکن ہے اور اس بیماری کی حالت میں آپ مدینہ شریف نہیں جا سکتے۔ مرض شدید ہے جان جانے کا خطرہ ہے۔ ہم آپ کے لئے ہوائی جہاز کے سفر کا انتظام کر دیں گے۔ حضرت مولانا وزارت رسول

Marfat.com

قادری علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

"ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حج کی سعادت بھی حضور سید عالم ﷺ کے طفیل ملتی ہے اس لئے جب تک نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس کی زیارت نہ کرلی جائے ہمارا حج نہ مقبول ہے نہ مبرور، رہا جان کا خطرہ تو میرا یہ وجود اور میرا یہ تنفس وانفس یہ سب آپ ﷺ کے جود کا صدقہ ہے اگر ان کی راہ میں جان جاتی ہے تو جائے مجھے اس کی پرواہ نہیں میں تو روضہ اقدس کی زیارت کی بغیر پاکستان واپس نہیں جاؤں گا"۔

ڈاکٹروں نے کہا کچھ بھی ہو جائے ہم آپ کو پاکستان واپس بھیجنے کے لئے جدہ بھیج دیں گے۔ مدینہ شریف نہیں جانے دیں گے۔ لیکن حضرت مولانا اپنے ایک دوست اور پیر بھائی کی معرفت چپکے سے جدہ جانے کے بہانے پہلے جدہ پھر مدینہ شریف میں حضور نبی اکرم ﷺ در اقدس پر حاضر ہو گئے۔

گنبد خضراء کے دیدار سے سکون قلب حاصل کیا۔ قدمین شریفین میں حاضری سے آنکھیں ٹھنڈی کیں، مواجۂ اقدس کی حضوری سے سید عالم ﷺ کی خوشنودی، دارین کی دولت اور حج مقبول و مبرور کی سند حاصل کی۔ منیٰ و عرفات اور مدینہ منورہ کے قیام کے دوران کئی بشارتیں بھی حاصل ہوئیں۔ وہاں کے علماء خصوصاً حضرت ضیاء الملت والدین علامہ مولانا ضیاء الدین صاحب علیہ الرحمۃ اور ہندوپاک کے بہت سے علماء سے ملاقاتیں کیں مدینہ شریف کے قیام کی برکت سے مرض کی شدت بالکل ختم ہوئی۔

سفر آخرت:

حج سے واپسی پر کچھ دنوں بعد پھر یہ تکلیف عود کر آئی۔ مارچ ۱۹۷۵ء میں راقم کی اہلیہ کا تبادلہ ملیر کینٹ سے پی-ان-اس-شفا ہسپتال، نزد کالا پل کراچی ہو گیا۔ ہم لوگ ملیر کینٹ سے یہاں منتقل ہو گئے، والد صاحب کی تکلیف میں اضافہ ہو تا گیا۔ آخر میں ڈاکٹروں

Marfat.com

نے کھانے کی نالی کا آپریشن تجویز کیا۔ غالباً ۲۵ جنوری ۱۹۷۶ء کو جناح ہسپتال کراچی میں آپ کا آپریشن ہوا۔ آپریشن سے ایک دن قبل گھر سے ہسپتال منتقل ہوئے۔ وقت رخصت سب کو وصیت کی احقر سے فرمایا، والدہ کا خیال رکھنا، یادش بخیر! اس سال عید قرباں کے موقع پر فرمایا کہ "وجاہت بیٹے گائے خود ذبح کرو" حالانکہ ہر سال والد صاحب خود اپنے ہاتھوں سے جانور ذبح کیا کرتے، لیکن اس سال فرمایا کہ اب آئندہ تمہیں کو قربانی کرنے ہوگی لہٰذا راقم کو بلا کر گائے پر چھری پھروائی۔ ہسپتال رخصت ہونے سے ایک دو روز قبل بازار جا کر ان دکانداروں سے جہاں سے وہ سودا سلف خریدتے تھے ملاقات کی اور پوچھا کہ کسی پر اگر میرا قرض نکلتا ہو تو لے لے اس لئے کہ میں یہاں سے جا رہا ہوں پھر میری ملاقات نہ ہو سکے گی۔ وقت رخصت راقم کے چھوٹے بھائیوں سے خاص طور سے فرمایا کہ راقم کہ اہلیہ کا خاص خیال رکھنا، یہ تمہاری بڑی بہن اور میری بیٹی ہے، اسے کوئی تکلیف پہنچی تو مجھے تکلیف پہنچے گی۔ انہی دنوں میری عمہ محترمہ حسینہ بیگم پر فالج کا حملہ ہوا، لگاتار یکے بعد دیگرے کئی حملہ ہوئے جس کے بعد بے ہوش ہو گئیں، اسی عالم میں والد محترم کے وصال کے دوماہ بعد انکا انتقال ہوا(۳۸) آپریشن سے قبل رات بھر آپ ہسپتال کے کمرے میں مصلےٰ بچھا کر نماز پڑھتے رہے، آپریشن کے بعد دس دن حیات رہے، ۷ ر دن ہوش میں رہے، آٹھویں دن بے ہوش ہو گئے۔ آخر وقت تک نماز پلنگ پر لیٹ کر ادا کرتے رہے جب بے ہوش ہوئے تو بھی نماز کے بعد وظیفہ و درود شریف کے ورد میں مشغول تھے۔ اس لئے کہ بے ہوشی کے عالم میں ان کے ہاتھ کی انگلیاں وظیفہ پڑھنے کی حالت ہی میں بند تھیں۔ مغرب کی اذان کے وقت لوگوں نے دیکھا کہ آپ نے آنکھ کھولی، پھر مسکرائے لوگ سمجھے آپ ہوش میں آگئے۔ پھر ایک نور کا لمعہ چہرے پر چمکا اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر کے اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئی۔ تاریخ ۴ ر صفر المظفر ۱۳۹۶ھ / ۵ جنوری ۱۹۷۶ء تھی، جمعرات کا دن تھا، مغرب کی اذان کے ساتھ ہی شب جمعہ شروع ہو گئی ادھر اذان ختم ہوئی ادھر آپ اپنے خالق ومالک کے دربار میں اپنے آقا و مولیٰ سید عالم ﷺ کے سایہ رحمت کے ساتھ حاضر ہو گئے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون"۔ ہسپتال سے آتے آتے رات ہو گئی۔

Marfat.com

دوسرے دن بعد نماز جمعہ تدفین ہوئی، آپ کا جسد خاکی رات بھر اور پھر دوسرے دن بارہ بجے تک قیام گاہ پی-این-ایس-شفا میں رکھا رہا، رشتہ دار، احباب اور علماء آ کر زیارت کرتے رہے۔ آپریشن کے باوجود جسم ویسے ہی نرم اور صحیح و سالم حالت میں رہا۔ حضرت مولانا وزارت رسول قادر کا رنگ ساؤنلا تھا لیکن وصال کے فوراً بعد چہرے کا رنگ صاف وشفاف اور چمکدار بن گیا تھا۔ انتقال سے ایک رات قبل والد مرحوم کی ایک بھانجی محترمہ رشیدہ بیگم بنت ڈاکٹر خورشید علی خاں قادری حامدی مرحوم نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا نورانی دروازہ ہے۔ اس سے خوب روشنی منعکس ہورہی ہے اس کے اندر ڈاکٹر خورشید علی قادری حامدی مرحوم اور کچھ دیگر بزرگ کھڑے ہوئے مسکرا رہے ہیں اور کسی کی آمد کے انتظار میں ہیں۔ رشیدہ بیگم صاحبہ نے اپنے والد ماجد سے پوچھا کہ ابا جان آپ لوگ نہایت خوشی ومسرت کے عالم میں یہاں کھڑے کس کا انتظار کررہے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ وزارت کے استقبال کے لئے یہاں آئے ہیں۔

مولانا محمد حسن حقانی صاحب دامت برکاتہم عالیہ نے نماز جنازہ پڑھائی سخی حسن کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔ جب قبر میں لٹایا جارہا تھا اور لوگ چہرے کی آخری زیارت کررہے تھے تو مولانا مفتی غلام نبی صاحب مدظلہ العالی، مہتمم دارالعلوم حامدیہ رضویہ، فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ پوچھنے لگے کہ ان کے مرشد کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان، ان بزرگ نے فرمایا کہ "ان کے چہرے پر انوار کی بارش اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ایک مرد صالح ہیں اور یہ کہ مرحوم نے کسی بہت بڑے ولی کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے میرا اندازہ صحیح نکلا ان کے مرشد یقیناً مرشد کامل تھے"۔ انوار کی بارش کا کئی اور لوگوں نے بھی مشاہدہ کیا۔ جنازے میں جید علماء کرام، مشائخ عظام کے علاوہ کثیر تعداد میں عوام اہل سنت نے شرکت کی مسجد دارالسلام کے باہر جہاں جنازہ پڑھایا گیا تھا لوگوں کا اتنا بڑا ہجوم اس علاقہ میں اب تک کسی جنازے میں شریک نہیں ہوا تھا۔

Marfat.com

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ ﷺ کی

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس حقیر پر تقصیر کو اس کے تمام برادران اور ہماری اولاد واحفاد کو سید عالم ﷺ کے طفیل صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، اولیاء کرام خصوصاً سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق اور اس پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین شفیع المذنبین ﷺ

Marfat.com

حوالے وحواشی

(۱) بروایت والد ماجد، عمہ محترمہ مرحومہ، اور زبیدہ بیگم بنت کلثوم بیگم بنت سید علی احمد مرحوم۔

(۲) ماہنامہ ''استقامت'' ڈائجسٹ (اولیاء نمبر) جنوری ۱۹۷۸ء، ص ۱۱۳، کانپور، انڈیا۔

(۳) بحوالہ شجرۂ نسب فراہم شدہ ابن عم سید سراج رسول حیات وارثی ابن سید معراج رسول وارثی لکھنوی، ابن علامہ مولانا سید ھدایت رسول قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ (اولیاء نمبر) جنوری ۱۹۷۸ء، ص ۱۱۳۔

(۵) (الف) سید قیصر وارثی، مقدمہ ''فیوض ھدایت'' (اردو ترجمہ ایھا الولد مصنفہ امام غزالی) مترجم مولانا ھدایت رسول لکھنوی، ص ۸، ۱۱، ۱۲، مطبوعہ ۱۹۸۹ لکھنو، بھارت۔

(ب) بروایت والد ماجد علیہ الرحمۃ (ج) محمد شہاب الدین رضوی، مولانا، حاشیہ، ''مولانا نقی علی خاں'' ص ۴۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی، جولائی ۱۹۹۵ء/۱۴۱۵ھ۔

(۶) محمد شہاب الدین رضوی، مولانا، ''مولانا نقی علی خاں'' حاشیہ ص ۴۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی جولائی ۱۹۹۵ء/۱۴۱۵ھ۔

(۷) ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ (اولیاء نمبر) جنوری ۱۹۷۸ء ص ۱۱۳۔

(۸) ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ (اولیاء نمبر) جنوری ۱۹۷۸ء، ص ۱۰۸، کانپور، انڈیا۔

(۹) ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی، امام احمد رضا اور علامہ ہدایت رسول، ''معارف رضا'' ۱۹۹۴ء ص ۱۹۰، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی۔

(۱۰) (الف) مولانا حسنین رضا خاں ابن مولانا حسن رضا خاں بریلوی نے معقولات کی کچھ کتابیں رامپور جا کر وہاں کے مشہور عالم حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب رامپوری سے بھی پڑھی تھیں۔ بحوالہ سبطین رضا خاں، مولانا، مقدمہ ''سیرت اعلیٰ حضرت'' مصنفہ مولانا حسنین رضا خاں، ص ۱۵، مطبوعہ لاہور۔

(ب) محمد شہاب الدین رضوی، مولانا: حاشیہ ''مولانا نقی علی بریلوی'' ص ۴۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی۔ جولائی ۱۹۹۵ء/۱۴۱۵ھ۔

(۱۱) ایضاً۔

(۱۲) محمد شہاب الدین قادری رضوی اختری، ''امام احمد رضا اور علماء رامپور'' بحوالہ سالنامہ ''یادگار رضا'' ۱۹۹۴ء ص ۱۰۹، (حاشیہ) ناشر رضا اکیڈمی ممبئی، انڈیا۔

(۱۳) مولانا امانت رسول قادری برکاتی، اپنے والد ماجد علامہ سید ھدایت رسول قادری علیہ الرحمۃ

Marfat.com

کے سب سے بڑا صاحبزادے تھے۔ بقیۃ السلف حضرت حسین احمد نوری میاں علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے نعت گو شاعر تھے عشقی تخلص فرماتے تھے۔ اپنے والد ماجد کی طرح ایک اچھے خطیب بھی تھے۔ اکثر ان کے ساتھ جلسوں میں بحثیت مقرر شریک ہوتے تھے۔ تقسیم ھند سے قبل نظام دکن کی فوج میں خطیب کے منصب پر فائز ہو گئے تھے۔ ممبئی اور گجرات (ھند) کے علاقوں میں انکا خاصہ اثر و سوخ تھا۔

(۱۴) مولانا شفاعت رسول قادری اپنے برادر اکبر مولانا امانت رسول قادری برکاتی کی طرح ایک اچھے عالم، زبردست خطیب تھے، یہ بھی اکثر اپنے والد ماجد کے ساتھ جلسوں میں ساتھ ہوتے اور اپنی خطابت کے جوہر دکھاتے، ان کا وصال نوجوانی کے عالم میں اپنے والد گرامی کے وصال کے چند ماہ بعد ہوا، علامہ تقدس علی خاں علیہ الرحمہ کی زبانی روایت کے بموجب ان کی نماز جنازہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے پڑھائی اور رامپور میں مدفون ہوئے۔

(۱۵) احمد رضا خاں، امام، فتاویٰ رضویہ ج ۵ حصہ اول ص ۶۹، ج ۵، حصہ دوم، ص ۸۳۔

(۱۶) (الف) ماہنامہ استقامت ڈائجسٹ (اولیاء نمبر) ۱۹۷۸ء ص ۱۱۴ر کانپور، انڈیا۔

(ب) ''شیر بیشہ اہل سنت'' جامع منقول و معقول حضرت مولانا شاہ ہدایت رسول قادری برکاتی قدس سرہ العزیز کی موجودہ نسل میں جو حضرات ان کے مسلک و مشن کے ابلاغ میں منہمک ہیں ان میں ہندوستان، لکھنو میں مولانا سید محمد حمایت رسول قیصر وارثی، ابن علامہ مولانا قاری حافظ سید عنایت رسول عرف شاہ ابو النصر محمد عمر قادری وارثی علیہ الرحمہ، مدیر رسالہ ''ماہنامہ سنی لکھنو'' دینی، علمی و ادبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ دار العلوم غوثیہ وارثیہ مچھلی محل لکھنو کی مجلس عاملہ کے رکن ہیں۔ آپ ایک بہت اچھے نعت گو شاعر بھی ہیں اور ہندوستان کے چوٹی کے نعت گو شعراء میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ انکے علاوہ ان کے ابن عم سید محمد سراج رسول حیات وارثی (مرحوم) ابن محمد معراج رسول وارثی (مرحوم) بھی ہندوستان (یوپی) کے ایک مشہور غزل گو اور نعت گو شاعر تھے وہ آل انڈیا نعت اکیڈمی (لکھنو) کے جنرل سیکریٹری بھی رہے ہیں۔

لسان الحسان حضرت مولانا ضیاء القادری بدایونی علیہ الرحمہ سید قیصر وارثی اور سید حیات وارثی کے مجموعہ نعت ''آئینہ جمال'' کے تقریظ میں ان کا تعارف کراتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''قیصر میاں میرے بزرگ شفیق، عالم مشہور و معرف، جامع منقول و معقول، منبع

Marfat.com

علوم وفروع والاصول حضرت مولانا شاہ ہدایت رسول قادری قدس سرہ العزیز کے پوتے اور اعز واکرم واطہر مولانا محمد عمر صاحب مدیر "ماہنامہ سنی لکھنو" کے فرزند ارجمند ہیں۔ فقیر نے مولانا مرحوم ومغفور کی صورت ہی نہیں بلکہ ان کے چار چار گھنٹہ پانچ پانچ گھنٹے کے بکثرت بیانات، عوام پر ان کے تاثرات سامعین کا اشکبار ولالہ زار ہو جانا مواعظ میں ضیاء القادری کے بعض اشعار پڑھنا، اس فقیر کی دعوت پر عرس قادری کی شرکت کے لئے بار بار آستانہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف میں تشریف لانا، شفقت وعنایت کا آخر عمر تک قائم رکھنا، تمام کے تمام واقعات سامنے آگئے، بزرگ دادا اور عالم وفاضل ادیب وخطیب باپ کا نوعمر نونہال چمن شعرو ادب کا کیسا نوشگفتہ پھول ہوگا۔"

پاک و ہند میں فقیر جدامجد کی اور کسی اولاد احفاد سے واقف نہیں جو کسی دینی اور مسلکی حوالے سے کوئی خدمت انجام دے رہی ہو، اگر کسی صاحب کے علم میں ہو یا وہ لوگ خود اس کتاب کا مطالعہ کریں تو اپنے کوائف احقر کو روانہ کردیں۔ ان شاء اللہ آئندہ اشاعت میں شامل ہو جائے گا۔

پاکستان کی سرزمین پر اس فقیر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ۱۹۸۰ء سے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کے ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے امام احمد رضا علیہ الرحمہ پر تحقیق وتدقیق کے سلسلہ میں معاونت کررہا ہے، اس سلسلہ میں خود بھی متعدد مقالات اردو اور انگریزی میں سپرد قلم کرچکا ہے۔ سیرت النبی ﷺ، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اولیائے کرام کے حوالے سے بھی کئی مضامین تحریر کئے ہیں۔ ۱۹۸۸ء میں ادارہ کا نائب صدر مقرر کیا گیا پھر ۱۹۹۲ء میں صدر اور بانی ادارہ سید ریاست علی قادری مرحوم ومغفور کے وصال کے بعد ادارہ کا صدر منتخب کیا گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ دین کی خدمت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے اس مقدس فریضہ کی انجام دہی میں زندگی کی آخری سانس تک لگائے رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ فقیر کے ساتھ برادر اصغر عزیزی سید ریاست رسول قادری بھی ادارہ کی مجلس عاملہ کے رکن کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس حقیر پر تقصیر کو، ہماری آل اولاد اور حضرت علامہ مولانا سید ہدایت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تمام احفاد کو اپنے اسلاف کرام کے نقش قدم پر چلتے رہنے کی توفیق اور استقامت عطا فرمائے (آمین)

(۱۷) مولانا حافظ شفقت رسول قادری نے منظر اسلام بریلی شریف میں تعلیم حاصل کی تھی حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ مولانا حشمت علی خاں

Marfat.com

صاحب سے شرف بیعت اور اجازہ وخلافت حاصل تھی بعد میں مفتی اعظم ھند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ نے اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔(وجاھت)

(۱۸) حکیم حفاظت رسول قادری رضوی [redacted]، حکمت وطبابت سے شغل فرماتے تھے قیام پاکستان کے بعد ممبئ سے کراچی منتقل ہو گئے تھے۔ مفتی اعظم ھند مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی سے بیعت وخلافت حاصل تھی ۱۹۸۲ء میں کراچی میں انتقال فرمایا۔(وجاھت)

(۱۹) نام محمد عنایت رسول کنیت ابوالنصر محمد عمر وارثی۔ ھندوستان کے مشہور بزرگ ولی کامل حضرت وارث علی شاہ صاحب (دیوہ شریف) سے بیعت تھے بعد میں مفتی اعظم ھند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کے بھی طالب ہوئے اسلئے اپنے نام کے ساتھ ''قادری'' کا بھی اضافہ کیا۔ آپ حافظ قاری ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جید عالم، خوش بیان خطیب، باذوق شاعر اور صاحب طرز مصنف بھی تھے، لیکن آپ کی صرف چند تصانیف منصۂ شہود پر آسکیں مثلاً: حق باطل کی جنگ، عوتوں کا میلاد نامہ، آپ بہت اچھے نعت گو شاعر تھے، لیکن افسوس کہ آپ کا کوئی باقاعدہ دیوان زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکا، عمر تخلص کرتے تھے آپ کی نعتوں کے چند اشعار درج ذیل ہیں:۔

مبارک ہو شفیع روز محشر آنے والا ہے
پلائے گا جو بھر بھر جام کوثر آنے والا ہے

قدِموزوں سے جس کی سرو گلشن ہوں گے شرمندہ
عمر وہ رشک شمشاد و صنوبر آنے والا ہے

جبین پاک ابراہیم پرنور محمد ﷺ تھا
عمر جلتے وہ کیوں کر نار میں کب نور جلتا ہے

سراپا نور تھا وہ قد زیبا محمد ﷺ کا
کہ جس نے اک نظر دیکھا ہوا شیدا محمد ﷺ کا

کھنچا جب حسن میں بے مثل وہ نقشہ محمد ﷺ کا
نہ سایہ تک کیا اللہ نے پیدا محمد ﷺ کا

Marfat.com

جو سر جائے تو جائے ، کچھ نہیں پروا مگر یارب
نہ جائے سر سے مجھ دیوانے کے سودا محمد ﷺ کا

میدان صحافت کے بھی شہباز تھے ایک ماہنامہ "سنی" کے نام سے لکھنؤ سے نکالتے تھے جس کے وہ مدیر اعلیٰ تھے اس رسالے میں ھندوستان کے جید علماء کے علاوہ خود ان کے بھی مضامین شائع ہوئے تھے۔ کاش کہ ان کے لائق و فائق فرزند محترم برادرم سید قیصر وارثی صاحب اس کی پرانی فائلوں کو مرتب کریں تو حضرت مولانا محمد عمر وارثی اور دیگر علماء اہل سنت کے منتخب مضامین اور اخبار و آثار پر مبنی ایک ضخیم کتاب شائع ہوسکتی ہے جو غیر منقسم ھندوستان اور پھر بعد کے دور (۱۹۶۲ء تک) کے دینی سیاسی اور معاشرتی ماحول کے حوالے سے اہل علم و تحقیق کے لئے بڑی کارآمد اور اہم دستاوی ثابت ہوگی۔ (وجاہت)

(۲۰) مولانا حافظ شرافت رسول وارثی قادری رضوی، عم محترم مولانا حافظ محمد عمر وارثی قادری کے چھوٹے بھائی تھے، عالم و فاضل تھے، اپنے برادر اکبر کے صحبت یافتہ تھے۔ لکھنؤ سے ھندوستان کے صوبہ مدھیہ پردیش کے شہر رائے گڑھ منتقل ہوگئے تھے، وہاں آپ نے ایک مدرسہ غوثیہ وارثیہ قائم کیا اور آخر عمر تک اس کے مہتمم رہے۔ حضرت پیر سید وارث علی شاہ صاحب (دیوہ شریف) کے نسبت سے وارثی کہلائے تھے، مفتی اعظم ھند علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے بھی خلافت و اجازت حاصل تھی اس نسبت سے قادری رضوی بھی اپنے نام کے آگے لکھتے تھے، ۱۹۹۲ء میں ۸۵ رسال کی عمر میں انتقال ہوا۔ علامہ سید ھدایت رسول قادری برکاتی لکھنوی علیہ الرحمۃ کی نرینہ اولاد میں آپ کا انتقال سب سے آخر میں ہوا، البتہ آپ کی صاحبزادیوں میں سے صرف ایک صاحبزادی سیدہ نور جہاں بیگم (ممبئی والی) حیات تھیں جن کا انتقال ۱۹۹۵ء میں کراچی میں تقریباً ۸۵ رسال کی عمر میں ہوا، اس طرح اب حضرت علامہ لکھنوی علیہ الرحمۃ کی پہلی نسل کے تمام افراد اپنے خالق و مالک عزوجل کے حضور حاضر ہوچکے ہیں رحمھم اللہ علیہم رحمۃ واسعہ (وجاہت)

(۲۱) مولانا سید امیر حسن مرحوم بارہ بنکی کے کھاتے پیتے زمیندار تھے اور ہومیوپیتھ کے ایک اچھے ڈاکٹر بھی تھے۔ راقم کو یاد ہے کہ جب وہ بنارس میں مقیم ہوتے تو خاندان کے زیادہ تر افراد بیماری کی حالت میں انہی سے علاج معالجہ کراتے۔ ان کا وصال ۱۹۴۸ء میں بارہ بنکی میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔

مولانا سید امیر حسن مرحوم کے ایک بڑے صاجزادے اور ایک چھوٹے

Marfat.com

صاحبزادے بارہ بنکی ہندوستان میں مقیم ہیں۔ ایک صاحبزادی دلی میں اور ایک امریکہ میں ہیں، جبکہ دو صاحبزادیوں کا انتقال ہو چکا ہے۔

(۲۲) ڈاکٹر خورشید علی خاں مرحوم مغفور انڈین رائل آرمی میڈیکل کور میں ملازم تھے اور پہلی جنگ عظیم میں محاذ جنگ پر کام کر چکے تھے۔ ان کا وصال ۱۹۳۹ء میں ہوا اور بنارس کے مشہور شاہی قبرستان فاطمان باغ میں آسودہ خاک ہوئے۔ ان دونوں حضرات (مولانا سید امیر حسن خاں اور ڈاکٹر خورشید علی خاں) کی بیویاں آپس میں سگی بہنیں بھی تھیں، یہ والد ماجد کی منجھلی خالہ کی صاحبزادیاں تھیں، حسن صورت و سیرت اور تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھیں۔ ڈاکٹر خورشید علی خاں مرحوم کی اہلیہ ان دونوں میں بڑی تھیں اور راقم کی جدہ محترمہ کی ہم عمر تھیں اور ان کی سہیلی بھی۔ ڈاکٹر صاحب کے ہمراہ وہ رامپور میں ملاقات کے لئے آتی رہتی تھیں۔ آرمی کی ملازمت کے دوران ڈاکٹر خورشید علی خاں مرحوم کی تعیناتی کراچی میں، جہاں آج نیوی کا پی۔این۔ایس۔ شفا ہسپتال ہے، بھی رہ چکی ہے۔ ان کے کراچی کے قیام کے دوران غالباً ۲۹/۱۹۲۸ء میں راقم کی جدہ محترمہ براہ کراچی حج و زیارت روضہ رسول مقبول ﷺ کے لئے تشریف لے گئی تھیں اور روانگی کے وقت اور واپسی پر بھی ڈاکٹر صاحب کی سرکاری قیام گاہ پر کچھ دن ٹھری تھیں۔ (بروایت عمہ محترمہ حسینہ بیگم اور بزبانی بیگم ڈاکٹر خورشید علی قادری حامدی مرحوم) ڈاکٹر خورشید علی خاں مرحوم کی اولاد میں ان کے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر فاروق علی خاں صاحب قادری حامدی بنارس میں مقیم ہیں۔ سب سے چھوٹے صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں کراچی میں مقیم ہیں۔ دو صاحبزادے محمد راغب علی خاں اور محمد عارف خاں اور ایک صاحبزادی پاکستان میں انتقال کر چکے ہیں۔ یہ دونوں مرحوم صاحبزادگان مولانا ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے۔

ان دونوں بزرگوں کی بیویاں بھی حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ سے بیعت تھیں اولاد میں بعض حجۃ الاسلام سے اور بعض جیلانی میاں علیہ الرحمۃ سے بیعت ہیں۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ ان بزرگوں کی اولاد سے کچھ افراد اپنے مذہب و مسلک سے وابستگی ختم کرتے جا رہے ہیں

(۲۳) ڈاکٹر عبدالشکور خاں گورنمنٹ ہسپتال میں ملازم تھے۔ حجۃ الاسلام کے عاشق تھے ان کی محبت کا یہ حال تھا کہ انہوں نے اپنے ایک صاحبزادے کا نام حجۃ اسلام کے نام پر حامد رضا اور دوسرے چھوٹے صاحبزادے کا نام حجۃ الاسلام کے چچا کا نام پر محمد رضا خاں رکھا۔ ان کے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر سعید خاں صاحب مرحوم حجۃ الاسلام سے بیعت تھے۔ ڈاکٹر عبدالشکور صاحب کے صاحبزادوں میں تین صاحبزادگان اور دو صاحبزادیاں حیات ہیں اور کراچی میں مقیم

Marfat.com

ہیں، دو صاجزادگان انتقال فرما چکے ہیں۔ یہاں بھی یہی تکلیف دہ صورت حال نظر آتی ہے کہ ان کی اولاد سے اکثر کا تعلق مسلک وعقیدۂ اہل سنت سے نہ صرف ختم ہوتا جارہا ہے بلکہ ان میں وہابیت یا لادینیت فروغ پارہی ہے۔

الھم یا مقلب القلوب قلب قلوبھم (آمین)

ڈاکٹر عبدالشکور صاحب مرحوم کی اہلیہ عائشہ بیگم کا انتقال نومبر ۱۹۹۸ء میں تقریباً ۹۵ رسال کی عمر میں ہوا۔ مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ سے بیعت تھیں۔ مسلک پرسختی سے کاربند تھیں۔ پیر کی سچی عاشق تھیں، ان کا ذکر کرکے روتی تھیں۔ راقم اور اس کے گھرانے سے بہت محبت کرتی تھیں۔ جدا امجد کے بہت سے واقعات ان کو زبانی یاد تھے۔

۱۹۰۵ء میں علامہ سید ہدایت رسول قادری علیہ الرحمۃ نے نواب ڈھاکہ سلیم اللہ کی دعوت پر ڈھاکہ کا سفر کیا تھا تو آپ بھی اپنی والدہ کے ساتھ اس میں شریک تھیں۔

(۲۴) محترم منشی نعمت اللہ صدیقی قادری حامدی صاحب بنارس میونسپلٹی میں ملازم تھے۔ کلکتہ میں بھی کچھ دن ملازمت کی ہے، قیام پاکستان کے وقت بنارس ہی میں مقیم تھے۔ بعد میں اپنے منجھلے صاجزادے رفعت اللہ صدیقی قادری رضوی نوری کے ساتھ مشرقی پاکستان میں چٹا گاؤں اور پھر ڈھاکہ منتقل ہو گئے تھے۔

۱۹۶۵ء میں ان کا وہیں انتقال ہوا۔ غالباً ان کے بقیہ صاجزادگان حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کے بڑے صاجزادے ابراہیم رضا جیلانی صاحب علیہ الرحمۃ سے بیعت ہیں۔ سب سے بڑے صاجزادے جناب شفقت اللہ صدیقی صاحب مرحوم کا کراچی میں انتقال ہوا۔ یہ راقم سے چھوٹے بھائی نزاہت رسول قادری رضوی نوری کے خسر ہیں۔

منجھلے صاجزادے رفعت اللہ صدیقی قادری رضوی نوری صاحب امریکہ میں مقیم تھے ۱۹۹۸ء میں وہیں انتقال ہوا۔ مولانا سید امیر حسن مرحوم ومغفور کی تیسری صاجزادی ان سے منسوب ہیں، سب سے چھوٹے صاجزادے شرافت اللہ صدیقی صاحب کراچی میں قیام پذیر ہیں۔ وہ بھی جیلانی میاں علیہ الرحمۃ سے بیعت ہیں منشی نعمت اللہ قادری صاحب مرحوم ومغفور کے بھائی حشمت اللہ صدیقی مرحوم اور لیاقت اللہ صدیقی مرحوم وغیرہ ھم بھی حجۃ الاسلام سے بیعت تھے۔

(۲۵) حکیم سید احسن یوسف مرحوم ومغفور کا گیا (بہار) کے معزز اور خوشحال لوگوں میں شمار ہوتا تھا، حجۃ الاسلام سے ان کو بے پناہ لگاؤ تھا، گیا میں مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ کا قیام زیادہ تر آپ کی ہی کوٹھی پر ہوتا تھا، وہ ان کی مہمانداری کے لئے ہمہ وقت فرش راہ رہتے تھے۔ حجۃ الاسلام علیہ

Marfat.com

الرحمۃ کا ایک عجیب وغریب واقعہ گیا کہ ہی اطراف میں پیش آیا اور اس کے شاہد اور راوی حکیم سید احسن یوسف مرحوم کے صاحبزادگان جناب عمیر یوسف، زبیر یوسف مرحوم اور جنید یوسف مرحوم ہیں۔(اس روایت کے سامع حضرت علامہ مولانا تقدس علی خاں علیہ الرحمۃ بھی ہیں) وہ یہ کہ گیا سے باہر دریا کے کنارے ایک چھوٹی سی کٹیا میں ایک بزرگ رہتے تھے، ایک مرتبہ حجۃ الاسلام گیا تشریف لائے اور احسن یوسف صاحب سے فرمایا کہ جلدی سے کسی کار کا انتظام کرو مجھے جلدی فلاں گاؤں پہنچنا ہے، اس زمانے میں برسات کا موسم تھا اور دریا چڑھا ہوا تھا۔ رستہ بہت خطرناک تھا، لیکن حضرت کے اصرار پر سید احسن یوسف صاحب نے اپنے صاحبزادگان اختر یوسف، زبیر یوسف، جنید یوسف وغیرہ کے ساتھ حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کو ایک جیپ میں اس جگہ بھیجا، جب حضرت وہاں بزرگ کی کٹیا میں پہنچے تو علیک سلیک کے بعد انہوں نے فرمایا اچھا ہوا تم آگئے میں تمہارا شدت سے انتظار کر رہا تھا، پھر آپس میں دونوں بزرگوں کی کوئی گفتگو نہ ہوئی۔ حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ ان کے سامنے دوزانوں بیٹھ گئے انہوں نے دو تین بار حجۃ الاسلام کے دامن میں اپنے دامن کو جھٹکا پھر اٹھنے کا اشارہ کیا۔ واپسی پر سوائے سلام کے اور کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب نے بھی اس راز کو نہیں کھولا کہ یہ کیا معاملہ تھا، واپس آکر فوراً سفر پر روانہ ہو گئے۔ دوسرے دن پتہ چلا کہ جن بزرگ کے پاس حجۃ الاسلام تشریف لے گئے تھے وہ انتقال فرما گئے۔

جناب حکیم سید احسن یوسف مرحوم ومغفور کے اس وقت ایک صاحبزادے سید عمیر یوسف اور دو صاحبزادیاں بحمد للہ حیات ہیں اور اللہ کا شکر ہے کہ وہ اور ان کی اولاد اپنے مسلک وعقیدہ پر سختی سے قائم ہیں۔ یہ تمام اولادیں کراچی میں مقیم ہیں۔

(۲۶) منشی خواجہ امجد علی صاحب مرحوم مغفور چیف صاحب کہلاتے تھے۔ غالباً وہ ہندوؤں کے متبرک شہر بنارس کی بلدیہ کے پہلے مسلمان سپروائزر تھے۔ خوبصورت اور رعب دار شخصیت کے مالک تھے۔ چہرے پر سیاہ ڈاڑھی ان کی وجاہت میں مزید اضافہ کرتی تھی، اچھے گھوڑسوار تھے، ان کے پاس سواری کے لئے دو خوبصورت گھوڑے تھے جن میں سے ایک پر وہ سوار ہو کے روزانہ صبح کی سیر اور بلدیہ بنارس کے کام کی نگرانی کے لئے گشت کرتے تھے۔ اس کے علاوہ سواری کے لئے ایک بگھی اور تانگہ بھی تھا۔ تقسیم پاکستان (۱۹۴۷ء) سے قبل زہریلی دوا کھانے سے آپ کا انتقال ہوا۔ کہتے ہیں کہ آپ کو معمولی بخار آیا پھر اس نے ٹائی فائیڈ کی صورت اختیار کر لی۔ بلدیہ بنارس کے ایک متعصب غیر مسلم ڈاکٹر سے آپ کا علاج ہوتا رہا، وہ چونکہ آپ سے مذہبی تعصب رکھتا تھا اس لئے مقامی غیر مسلموں کی سازش کے تحت آپ کو دوا کی بجائے زہر کا

Marfat.com

انجیکشن لگادیا جس سے آپ کا سا جسم زرد پڑ گیا اور چند دن میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے جب بلدیہ بنارس میں سپروائزر کی حیثیت سے کام سنبھالا تھا، مسلمانوں کے محلوں میں صحت عامہ اور صفائی ستھرائی کا نظام بہت بہتر ہوگیا تھا کیونکہ پہلے قصداً اس سے غفلت برتی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے پسماندہ مسلم علاقوں کو دیگر مراعات مہیا کی تھیں۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں بڑے صاحبزادے جناب خواجہ شوکت علی اور چھوٹے خواجہ ظفر علی بالترتیب بنارس اور دہلی میں مقیم ہیں، صاحبزادیوں میں دو صاحبزادیاں ہندوستان میں مقیم ہیں، اور ایک صاحبزادی کا انتقال کراچی اور دوسری کا کھلنا (سابق مشرقی پاکستان) میں ہوا، دونوں صاحبزادگان حضرت جیلانی میاں (مولانا ابراہیم رضا خاں صاحب) علیہ الرحمۃ سے بیعت ہیں الحمدللہ وہ خود اور ان کی اولاد مسلک حقہ اہل سنت پر سختی سے کاربند ہیں۔

(۲۷) بروایت والد ماجد۔

(۲۸) حکیم مولانا غلام مصطفیٰ کوثر امجدی صاحب مبارکپور جامعہ اشرفیہ مصباح العلوم سے فارغ تھے۔ اچھی استعداد کے عالم تھے۔ مفتی بھی تھے، حکیم بھی تھے، صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ کے شاگرد، مرید اور خلیفہ مجاز بھی تھے، ان کا نعتیہ دیوان ''جام کوثر'' والد ماجد نے کراچی سے کتابت کروا کر ان کو راج شاہی بھجوایا تھا، جو راج شاہی سے شائع ہوا، حضرت بہزاد لکھنوی مرحوم نے راقم کی تحریک پر اس کا پیش لفظ تحریر کیا تھا اور والد نے اس پر مقدمہ لکھا تھا۔ مولانا کوثر امجدی ایک قادر الکلام شاعر تھے علم عروض سے اچھے طرح واقف تھے ان کے کلام میں سادگی و تاثیر نمایاں طور پر ملتی ہے کئی شاعر ان سے اصلاح لیا کرتے تھے راقم کے بھی نعتیہ شاعری میں استاد تھے۔ مشہور شاعر جناب منظر علی خاں منظر مرحوم جو حبیب بینک میں سینئر وائس پریزیڈنٹ تھے اپنے مجموعہ غزل ''کرب آگہی'' کے مقدمہ میں مولانا کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں ''مولانا موصوف نے ہمیشہ اشعار کی تقطیع میں میری رہنمائی کی ورنہ میرے بس میں علم العروض کبھی نہیں آیا۔ مولانا کا مجموعہ ''جام کوثر'' میرے سامنے راج شاہی سے شائع ہوا تھا اس کا پیش لفظ مشہور نعت گو حضرت بہزاد لکھنوی مرحوم نے لکھا تھا، مولانا کی خصوصیت یہ تھی کے آپ رنگین سے رنگین طرح دے ڈالیں مولانا اسی طرح پر نعت شریف ضرور کہیں گے کے مولانا نے نعت شریف سے ہٹ کر کبھی اشعار نہیں کہے مولانا کی ذات گرامی کا اثر تھا کہ راج شاہی کے مشاعرے ہمیشہ نعت شریف سے شروع کئے جاتے (''کرب آگہی'' مطبوعہ مدد علی سرپرست ایڈورلڈ، اے، ۱۹۲، سندھی مسلم سوسائٹی کراچی ۱۹۸۲ء، ص ۲۹) انہوں نے غالباً ۱۹۵۸ء میں حج بیت اللہ کے لئے حرمین شریفین کا سفر کیا تھا واپسی پر

Marfat.com

انہوں نے ایک سفرنامہ بھی تحریر کیا تھا جو شائع ہوا تھا۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد راج شاہی سے کلکتہ ہجرت کر گئے۔ کچھ سال کلکتہ مقیم رہے پھر مبارکپور ضلع اعظم گڑھ منتقل ہو گئے اور جامع اشرفیہ دارالعلوم مصباح العلوم میں نائب مفتی کی حیثیت سے خدمت انجام دیتے رہے۔ ۱۹۸۱ء میں جب فقیر حضرت مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ والرضوان کے چالیسویں میں شرکت کے سلسلے میں ھندوستان گیا ہوا تھا تو کوثر امجدی صاحب سے کانپور میں استقامت کے دفتر میں ملاقات ہوئی تھی۔ غالباً ۱۹۸۶ء میں انتقال ہوا۔

(۲۹) جناب ابو محمد صاحب مرحوم مالک ''اس۔عبدالشکور تمباکو اینڈ کمپنی'' راج شاہی ۱۹۷۱ء کی جنگ کے دوران کراچی منتقل ہو گئے، یہاں بنارس ٹوبیکو کمپنی، کے نام سے کاروبار شروع کیا۔ ان کی برانڈ ''شہزادی پتی'' پاکستان میں بڑی مقبول ہوئی۔ اب ان کے بڑے صاحبزادے جناب جمشید اسلم خان صاحب یہ کاروبار سنبھالے ہوئے ہیں۔ بحمد للہ مسلک حقہ پر سختی سے قائم ہیں اور اہل سنت کے مدارس اور اداروں سے حتی المقدور تعاون کرتے ہیں۔ کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

(۳۰) مولانا فضل قدیر ندوی صاحب صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ کے آخری دور کے تلامذہ سے ہیں، ایشرڈی (سابق مشرقی پاکستان) کے اردو میڈیم اسکول، ناظم الدین اسکول میں، فارسی کے استاد تھے وہاں سے فراغت کے بعد ڈھاکہ یونیورسٹی میں لیکچرار ہو گئے تھے۔ آج کل کراچی میں حکیم محمد سعید صاحب کے مدینۃ الحکمت میں ریسرچ ڈائریکٹر ہیں۔ اسکول میں راقم کے اردو اور فارسی کے استاذ رہے ہیں اور راقم کے شعری ذوق اور تحریر و تقریر کی صلاحیت کو جلا دینے میں آپ کی تعلیم و تربیت کا خاص حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر شریف میں برکت عطا فرمائے (آمین)، امام احمد رضا کانفرنس منعقدہ کراچی میں آپ دوبارا اپنا مقالہ پیش کر چکے ہیں۔ آج کل خزائن عرفان اور کنزالایمان کی خصوصیات پر ایک مقالہ تحریر کر رہے ہیں۔

(۳۱) مرزا محمد ایوب ابن مرزا عبدالرؤف صاحب دلی کے آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر (ثانی) کی اولاد سے ہیں، ان کے جد امجد مرزا تہور علی نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے قتل کے جرم میں قید ہوئے، اپنے ایک دوست کی مدد سے ایک سرنگ کے ذریعہ فرار ہو کر بنارس چلے آئے اور پھر یہیں مولانا وزارت رسول قادری کے محلہ پتر کنڈہ میں مقیم ہوئے مرزا محمد ایوب کے والد ماجد مرزا عبدالرؤف صاحب، ھندوستان کے مشہور و معروف عالم علامہ عبدالحمید قادری پانی پتی ثم بنارسی سے بیعت تھے۔ بعد میں ان کی اجازت سے امام احمد رضا سے بیعت ارادت حاصل کی۔ علامہ عبدالحمید قادری پانی پتی علیہ الرحمہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ

Marfat.com

کے ہم عصر تھے، اپنے زمانے کے جید علمائے اہل سنت میں ان کا شمار ہوتا تھا انکے اپنے مرشد پانی پت ہی میں مقیم تھے لیکن علامہ عبدالحمید قادری اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے ساتھ غایت درجے کی عقیدت ومحبت بھی فتاویٰ انہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ فتاویٰ رضویہ میں آپ کے استفتاء ملتے ہیں مثلاً جلد دوم ص ۵۰۸ پر آپ کا استفتاء ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ بنارس میں انہوں نے ایک دارالعلوم قائم کیا جس کا نام اپنے نام اور امام احمد رضا کی نسبت سے حمیدیہ رضویہ رکھا، آپ کا مزار بنارس میں مرجع خلائق ہے آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے مولانا عبدالرشید قادری دارالعلوم کے مہتمم اور جانشین ہوئے۔ مولانا عبدالرشید کا مکان بنارس میں محلہ پتر کنڈہ میں راقم کے والد ماجد کے مکان کے بالکل متصل تھا۔ مولانا عبدالرشید نے بنارس سے اہل سنت کا ایک مذہبی ماہنامہ ''فلاح دارین'' کے نام سے جاری کیا تھا۔

(۳۲) مستفتی ج ۲ ص ۵۰۸۔ فتاویٰ رضویہ

(۳۳) مولانا عبدالسلام نعمانی صاحب اپنے والد ماجد مولانا ابراہیم نعمانی صاحب کے بعد بنارس کی مشہور مسجد گیانبانی مسجد، کے امام وخطیب ہوئے، انہوں نے ''آثار بنارس'' کے نام سے بنارس کی ایک تاریخ بھی لکھی تھی، (بروایت مرزا محمد ایوب)

(۳۴) خلیل داس ھندوؤں کے بڑے زبردست چترویدی (چاروں ویدکے) عالم تھے، مولانا ابراہیم نعمانی خطیب گیابنانی مسجد، کی تبلیغ سے اسلام کے مطالعہ کی طرف راغب ہوئے پھر انہی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، اسلامی نام خلیل داس رکھا گیا، اہل سنت کے پایہ کے مناظر اور خطیب تھے، عوام میں بابا خلیل داس کے نام سے مشہور تھے۔ ھندوؤں سے کھلے عام مناظر کرتے اور اسلام کے حقانیت کو اجاگر کرتے بدمذھبوں اور گستاخان رسول کا کھلا رد کرتے۔ (بروایت مرزا ایوب) لیکن تحریک پاکستان کے دوران کانگریز میں شامل ہوگئے۔ مسلم لیگ کے خلاف ۱۹۴۶ء میں الیکشن لڑا اور ہار گئے اس دوران ان کے عقائد میں بھی تبدیلی آگئی تھی تفضیلی عقائد کی طرف رجحان ہوگیا تھا حتیٰ کے اپنی تحریر وتقریر میں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف سب وشتم کرنے لگے۔ پیری مریدی شروع کردی اور جٹاداری پیر بن کر عورت مرد کے اختلاط خصوصاً نامحرموں کے ہجوم میں رہنے لگے علماء اہل سنت نے ان کا سختی سے تعاقب کیا اور عوام اہل سنت نے مکمل مقاطعہ۔ (مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی کا فقیر کے نام خط)

(۳۵) شفیع محمد قادری صاحب، اور ان کے والد ماجد غلام رسول مرحوم مغفور بھی حجۃ الاسلام سے بیعت ہیں بلکہ جناب غلام رسول صاحب مرحوم مغفور راجپوتانہ کے مریدین میں حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کے خاص مقربین میں تھے اور حجۃ الاسلام نے خاص طور سے ان کو وصیت

Marfat.com

کی تھی کہ ان کے انتقال کے بعد دار العلوم منظر الاسلام اور ان کی اولاد کا خاص خیال رکھنا کہ اولادیں آپس میں متحد رہیں اور منظر اسلام کے اہتمام اور انتظام میں کوئی رکاوٹ نہ پڑے۔

(۳۶) یادگار سلف استاذ العلماء جامع معقول و منقول حضرت علامہ مولانا مفتی تقدس علی خان بن الحاج سردار ولی خان بن مولانا ہادی علی خان بن مولانا رضا علی خان (جد امجد مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی) رجب ۱۳۲۵ھ اگست ۱۹۰۷ء میں بمقام آستانہ عالیہ رضویہ محلہ سوداگران بریلی شریف (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز آپ کے والد محترم کے چچازاد بھائی تھے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کے نانا تھے۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خان رحمہ اللہ علیہ آپ کے ماموں اور سسر تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مولانا خلیل الرحمٰن بہاری، مولانا ظہور الحسن فاروقی مجددی (صدر مدرس مدرسہ عالیہ رامپور و دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف) اور ان کے صاحبزادے مولانا نور حسین سے حاصل کی، متوسط کتب درس نظامی برادرزادۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا حسنین رضا خان قدس سرہ سے پڑھیں اور اعلیٰ تعلیم حضرت مولانا رحم الٰہی، مولانا عبد المنان (مردان) مولانا عبد العزیز خان اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت) سے حاصل کی اور تکمیل حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان (رحمھم اللہ علیہم) سے کی انہوں نے آپ کو درسیات کے علاوہ رد المحتار کا مقدمہ بھی پڑھایا اور فتویٰ نویسی کی مشق بھی کرائی۔ ۱۳۴۵ھ میں آپ نے دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے سند فراغت حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے شرح جامی کا خطبہ پڑھا۔ یوں آپ اعلیٰ حضرت کے تلامذہ میں شامل ہوئے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز سے بالواسطہ شرف تلمذ حاصل کرنے کے لئے مدارس کے منتہی طلباء آپ سے شرح جامی کا خطبہ پڑھتے تھے۔ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد رحمہ اللہ نے بھی آپ سے یہ خطبہ پڑھا چنانچہ اس تدریس کا شہرہ ہوا اور اس کا مادہ تدریس تقدس علی استخراج کیا گیا ۱۳۴۸ھ۔

آپ دوران تعلیم ہی دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف کے نائب مہتمم مقرر ہوئے اور آپ کی نگرانی میں مشہور علماء کی دستار بندی ہوئی جن میں حضرت شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی قدس سرہ قابل ذکر ہیں۔ الٰہ آباد یونیورسٹی میں آپ نے علوم شرقیہ کے امتحانات کا سلسلہ جاری کرایا، جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن اور الٰہ آباد یونیورسٹی کے ممتحن رہے۔

Marfat.com

فراغت کے فوراً بعد دارالعلوم بریلی شریف میں تدریس شروع کی اور بے شمار فضلاء کو فیض یاب کیا، حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ دارالعلوم کے مہتمم مقرر ہوئے، اس طرح پچیس سال کا عرصہ بریلوی شریف میں درس وتدریس میں گزارنے کے بعد آپ ۱۳۷۱ھ میں کراچی (پاکستان) تشریف لے آئے۔ حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ جو ملیر سعود آباد کراچی میں ۸۰ گز کے ایک معمولی مکان میں رہتے، وہ بھی قیام ملیر کینٹ کے دوران والد ماجد سے ملاقات کے لئے کئی بار تشریف لاتے۔ حضرت مولانا وقارالدین علیہ الرحمہ کی بھی برابر ملاقات رہتی تھی۔

(۴۷) حضرت مفتی مولانا محمد وقارالدین ابن حافظ حمید الدین رحمہما اللہ اپنے وقت کے نابغۂ روزگار تھے، آپ کے آباؤ اجداد زمیندار تھے اور مشرقی پنجاب سے پیلی بھیت منتقل ہوئے تھے۔ آپ یکم جنوری ۱۹۱۵ء/۱۴/صفر المظفر ۱۳۳۳ھ میں پیلی بھیت (یوپی، ہندوستان) میں پیدا ہوئے اسکول کی ابتدائی تعلیم چوتھی جماعت تک آپ نے اپنے گاؤں میں حاصل کی پانچویں جماعت پڑھنے کیلئے اپنے بڑے بھائیوں کے ساتھ بریلی شریف کے ہائی اسکول میں داخلہ لیا اور انہی کے ساتھ اسکول کے ہوسٹل میں قیام کیا، پانچویں جماعت میں اعلیٰ نمبروں سے ضلع بھر میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی دینی علم کے حصول کے خواہش پر آپ کے والد ماجد نے آپ کو "آستانۂ شیریہ" پیلی بھیت میں داخل کردیا۔ یہاں آپ نے حضرت علامہ مولانا وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے دو خاص شاگردوں، حضرت مولانا عبدالحق اور حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کے زیرنگرانی چار سال تعلیم حاصل کی پھر آپ نے اساتذہ کرام کے مشورے پر بریلی شریف کے مشہور دارالعلوم منظر اسلام میں داخلہ لیا یہاں آپ نے اس وقت کے جید اساتذہ سے تعلیم حاصل کی چند معروف اساتذہ کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں:

☆ صدرالشریعہ حضرت علامہ مفتی مولانا امجد علی اعظمی، صاحب بہار شریعت، (صدر مدرس)

☆ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب۔

☆ مولانا احسان الٰہی صاحب۔

☆ حضرت مولانا سردار ولی خان صاحب (برادر اکبر حضرت علامہ مفت تقدس علی خان صاحب جو اس وقت دارالعلوم منظر اسلام کی مہتمم تھے) رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

اس کے بعد کچھ عرصہ (۳ رسال) مدرسہ سعیدیہ دادوں ضلع علی گڑھ میں مزید تعلیم حاصل کی، یہاں صدرالشریعہ مولانا امجد علی صاحب کچھ مدت صدر مدرس رہے۔ دور

Marfat.com

حدیث میں حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا مصطفیٰ علی اور مولانا خلیل صاحب کے ہم سبق تھے۔ ۱۹۳۸ء میں دورۂ حدیث مکمل کیا حضرت مولانا حکیم محمد امجدی علی علیہ الرحمۃ نے آپ کی دستار بندی کی اور سند فراغت عطا فرمائی ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۸ء تک آپ منظر اسلام بریلی شریف بحیثیت نائب صدرالمدرسین اور ناظم تعلیمات کے فرائض انجام دیتے رہے۔

۱۹۴۸ء میں ہجرت کر کے مشرقی پاکستان میں چٹاگانگ تشریف لائے یہاں کچھ روز تجارت میں مشغول رہے، بعد میں چٹاگانگ کے جوار میں "سولہ شہر" نامی گاؤں میں پیر طریقت حضرت سید احمد [illegible] (ڈسٹرکٹ ہزارہ) کے حکم پر قائم شدہ دارالعلوم احمدیہ سنیہ میں بحیثیت ناظم تعلیمات آپ کا تقرر ہوا۔ آپ نے اس دارالعلوم میں دور رس اصلاحات کیں اور دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے نصاب کو جاری کیا، یہاں آپ کے ساتھ جید اساتذہ / علماء بنگال میں شیر بنگال حضرت علامہ عزیز الحق اور حضرت مولانا فرقان صاحب رحمہما اللہ بھی درس و تدریس اور انتظامی امور میں آپ کے معاون و صلاح کار رہے آپ نے طلباء کی تربیت اور ان کا تعلیمی معیار بلند کرنے کے ساتھ ساتھ مدرسین کی تعلیمی اور تدریسی اصلاح کا نظام رائج کیا جس کے بہت بہتر نتائج سامنے آئے، اور معیار تعلیم بلند سے بلند تر ہوا۔

۱۹۶۳ء کے لگ بھگ انتظامیہ سے اصولی اختلاف کی بناء پر آپ نے دارالعلوم سے علیحدگی اختیار کر لی اور الحبیب نام سے ایک پریس قائم کر لیا جو ۱۹۷۱ء کے ملٹری آپریشن تک چلتا رہا۔ آپ نے اس دوران یہاں ایک دارالافتاء بھی قائم کر لیا اور پریس سے افتاء کے جوابات اور مسلک اہل سنت کی کتب کی اشاعت بھی جاری رہی۔

آپ کے مشرقی پاکستان کے قیام کے دوران مسلک اہل سنت کو کافی تقویت پہنچی۔ تبلیغ و اشاعت کا خاصا کام ہوا، بنگالی علماء و مشائخ میں اتحاد و اتفاق پیدا ہوا، وہ منظم ہوئے سنی مدارس قائم ہوئے مغربی پاکستان کے علماء سے رابطے ہوئے سنی عقائد اور مسلک پر پاک و ھند کے علماء کی تحریر شدہ کتب بنگالی علماء کرام اور عوام اہل سنت تک پہنچنے لگیں جس سے ان کو آگاہی ہوئی اور عوام کی اصلاح ہوئی۔ بعض کتب کا بنگالی زبان میں ترجمہ ہوا۔ ھندوستان اور مغربی پاکستان کے علماء کرام سے رابطے ہوئے غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب اور علامہ عارف اللہ صدیقی صاحب علیہما الرحمۃ اور دیگر جید علماء وہاں عید میلاد النبی کے جلسوں میں مدعو کئے جانے لگے جس کے اچھے اثرات مرتب ہوئے اور بدمذہبیت کا فسوں ٹوٹنے لگا۔ ۱۹۷۱ء میں جب وہاں ہنگامے اور بلوے شروع ہوئے اور آپ کا پریس بھی تباہ ہو گیا تو آپ ۲۲/ مارچ ۱۹۷۱ء کو مغربی پاکستان بذریعہ بحری جہاز ہجرت کر آئے۔ یہاں آ کر دارالعلوم امجدیہ سے

Marfat.com

بحیثیت ناظم تعلیمات اور نائب شیخ الحدیث وابستہ ہوگئے اور مسند افتاء کی صدارت بھی آپ کے سپرد کردی گئی۔ بحیثیت مفتی دارالعلوم آپ بہت جلد مرجع خلائق بن گئے۔ دارالعلوم امجدیہ پاکستان میں اہل سنت و جماعت کا مرکزی دارالعلوم ہونے کی بناء پر اور پھر حضرت علامہ مفتی وقار الدین علیہ الرحمۃ کی مسند افتاء پر رونق افروز ہونے کی بناء پر جلد ہی دنیا بھر کے سنیوں کے استفسار کا مرجع بن گیا آپ کے اکثر فتاویٰ آپ کے تبحر علمی اور جزئیات وکلیات فقہ پر آپ کے عبور اور عہد حاضر کے مسائل سے گہری واقفیت کی دلیل ہیں پرائز بانڈز کے جواز کا فتویٰ آپ کے فقاہت کا شاہ کار ہے۔ آپ کے مجموعہ فتاویٰ کی اب تک دو جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں جن کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ علوم قرآن، علم حدیث، علم الکلام علم الفرائض، علم فقہ، علم معانی، علم ھندسہ، نحو، صرف، منطق، فلسفہ، حساب، توقیت تاریخ، ادب، اور علم فلکیات وغیرہ میں خاصی دسترس رکھتے تھے اسی بناء پر آپ بجا طور پر اہل سنت کے مفتی اعظم پاکستان تسلیم کئے جاتے تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کو عورت کی دیت کے معاملے میں مسکت جواب دیکر آپ ہی نے خاموش کیا۔

آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کمال کا حافظہ عطا فرمایا تھا آپ ایک باکمال مفتی کے ساتھ ساتھ باصلاحیت استاذ بھی تھے ساری عمر آپ کی درس وتدریس میں گزری لیکن اس کے باوجود آپ بے مطالعہ درس نہیں دیتے تھے۔ آپ وسیع المطالعہ اور وسیع الاطلاع تھے آخری عمر تک مطالعہ سے شغف جاری رہا آپ درویش صفت انسان تھے تقویٰ و پرہیز گاری میں آپ کا مقام بہت بلند تھا، سلسلہ قادریہ رضویہ میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا مفتی حامد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان سے بیعت تھے، لیکن خلافت و اجازت حضرت مفتی اعظم علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب علیہ الرحمہ والرضوان سے حاصل تھی تواضع وانکساری اور حق گوئی و بیباکی ان کی شخصیت کی اہم خصوصیات تھیں۔

۱۹ ستمبر ۱۹۹۳ء / ۲۰ ربیع الاول شریف ۱۴۱۳ھ کو مختصر علالت کے بعد آپ وصال فرما گئے اور دارالعلوم امجدیہ میں حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازھری علیہ الرحمۃ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(۳۸) فقیر نے جب سے ہوش سنبھالا ان کو اپنے گھر میں دیکھا، راقم سے بڑی محبت تھی، اولاد کی طرح چاہتی تھیں۔ والد ماجد سے تقریباً ۸ سال عمر میں چھوٹی تھیں۔ بھائی بہن آپس میں بڑی محبت کرتے تھے۔ والد صاحب ان سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ ہر معاملہ میں ان کی بیماری سے والد صاحب کو شدید صدمہ ہوا، اس غم نے ان کو اپنی بیماری کو اور بڑھادیا۔ ان کا

Marfat.com

کھانا پینا چھوٹ گیا تھا۔ درمیان میں ایک مرتبہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ پھوپھی صاحب کا سانس اکھڑنے لگا اور ڈاکٹروں نے کہا کہ اب یہ آخری وقت ہے دعا کریں۔ والد صاحب ہسپتال سے آ کر بہت روئے۔ آپ زم زم میں غسل شدہ کفن کا کپڑا جو اپنے لئے حج سے واپسی پر لائے تھے نکلوایا اور پھر دو رکعت نفل نماز پڑھ کر دعا کی اللہ تعالیٰ مجھے اس کی موت نہ دکھائے۔ نماز پڑھ کر جب دوبارہ ہسپتال گئے تو پتہ چلا کہ تنفس بالکل درست ہو گیا، اگرچہ کامل ہوش نہیں آیا۔ بہن کو بھی بھائی سے ویسی ہی محبت تھی پھوپھی جان مرحومہ ومغفورہ کی بھی یہی دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے میرے بھائی کی موت نہ دکھائے انہی حالات میں والد صاحب اپنا معائنہ کرانے جناح ہسپتال میں جایا کرتے تھے۔ بہر حال اللہ تبارک وتعالیٰ نے دونوں کی دعا سن لی، نہ بھائی نے بہن کی موت کا غم دیکھا اور نہ بہن نے بھائی کی موت کا، اس لئے کہ پھوپھی صاحبہ والد ماجد کے ہسپتال جانے کے وقت سے لے کر تا وقت انتقال بے ہوش رہیں اور اسی عالم میں تقریباً ۲ ماہ بعد ان کا انتقال ہو گیا اور اپنے بھائی کے پہلو میں دفن ہوئیں۔ جس طرح زندگی بھر دونوں ایک ساتھ رہے، منزل قبر میں بھی ایک ساتھ ہیں اور انشاء اللہ حشر و جنت میں بھی اپنے پیر و مرشد اور پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہم کے دامن کرم کے سائے میں فرحاں و شاداں ایک ساتھ قیام پذیر ہوں گے۔ ان شاء اللہ یہ راقم آثم، اس کے برادران، ہمارا سارا گھرانہ اور اولاد واحفاد بھی ساتھ ہوں گے۔

الھم تاویھما وتاوینا الی جوارہ الکریم مع الذین انعمت علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ (آمین) بجاہ سید المرسلیم ﷺ۔

Marfat.com

”تعارف جام کوثر“

(از : مولانا وزارت رسول قادری رضوی)

✧✧✧

حضرت الحاج مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کوثر امجدی مد ظلہ العالی ۱۹۲۲ء قصبہ رتسڑ ضلع بلیا یوپی میں تولد ہوئے آپ کے والدین کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی ان کی والدہ ماجدہ نے مالک و مولیٰ تعالیٰ سے اولاد نرینہ کی التجا کی کہ لڑکا عطا فرمائے تو اسے حبیب اکرم ﷺ کے دین پاک کی خدمت کیلئے وقف کر دوں گی بارگاہ ایزدی میں ان کی دعا قبول ہوئی سوائے مولانا کے اور کوئی دوسری اولاد نرینہ نہ ہوئی۔

جب ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ میں پوری کرلیں تو مولانا کے والد ماجد جناب محمد فصیح اللہ صاحب مد ظلہ نے اپنی اہلیہ محترمہ مرحومہ مغفورہ نور اللہ مرقدہا کی ایفائے منت کیلئے حصول علم دینیہ کے واسطے عظیم جامعہ اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ یوپی میں داخل کرادیا وہیں درسِ نظامیہ کی تکمیل ۱۳۶۵ھ میں ہوئی اس کے بعد اپنے صوبہ میں فنون کی کتابیں حضرت علامہ حافظ عبدالشکور صاحب مد ظلہ سے پڑھیں۔ عربی ادب، حدیث مسلم شریف، وطحاوی شریف، حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ماجد مد ظلہ فاضل جامعہ ازہر (مصر) سے، بخاری شریف و دیگر علوم حضرت الحاج علامہ شہ حافظ عبدالعزیز صاحب قبلہ مراد آبادی شیخ الحدیث جامعہ

Marfat.com

اشرفیہ سے حاصل کیے۔ علم طب کی کتابیں حکیم صابر حسن خان صاحب اعظمی سے پڑھیں۔ انہیں فقیہ یگانہ، فرید زمانہ، حضرت صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت، استاذ العلما حکیم ملت مولانا امجد علی صاحب قدس سرہ العزیز القوی سے شرف تلمذ و ارادت یگانگت بھی حاصل ہے اور یہی مولانا کوثر امجدی کے لئے سب سے بڑی نعمت و دولت دارین اور باعث نجات ہے اس پر طرۂ امتیاز مولانا کا نعتیہ اشعار کا مجموعہ "جام کوثر" جیسے بارگاہ رسالت میں پیش کر کے اپنے لئے جنت الفردوس کو خاص کر لیا۔

مولانا کی شاعری کی ابتدا زمانۂ طالب علمی سے ہوئی پہلے وہ غزلوں اور سہروں کی دنیا بسائے ہوئے تھے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نعتیہ کلام ان کی نظروں میں جلوہ فگن ہوا تو مولانا کے دل کی دنیا عشقِ سرکار رسالت مآب علیہ السلام میں بدل گئی اور غزل گوئی سے توبہ ہی کر لی۔ فرماتے ہیں "مجھے شعر و شاعری کا شوق زمانہ طالب علمی ہی سے ہوا پہلے غزلیں کہا کرتا تھا اور سہرے بھی، شروع شروع محمد اسماعیل صاحب ناظم سے اصلاح لیا کرتا تھا، ناظم صاحب کے استاذ حضرت مہر گوالیاری جانشین داغ تھے۔ بعد میں مولانا شائق اعظمی کو اپنا کلام دکھاتا رہا اور اصلاح لیتا رہا۔ مولانا شائق اعظمی عربی فارسی میں بے تکلف اشعار کہا کرتے تھے، ضلع اعظم گڑھ کے اکثر شعراء ان کے شاگرد تھے۔ جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مجدد ماۃ حاضرہ باکمال کے نعتیہ کلام پر نظر پڑی تو دل عشقِ سرکار علیہ السلام سے ایسا سرشار ہوا کہ غزل گوئی سے توبہ کر لی اور نعت شریف کہنے لگا"

مولانا زاہد خشک نہیں بلکہ انتہائی باغ و بہار طبیعت کے حامل ہیں اور مزاح فی الکلام کے قائل ہیں۔ جب گفتگو کرتے ہیں تو ایسی نرم شیریں و نازک کہ دہن سے پھول جھڑتے ہیں، ہنستا چہرہ، بات سے بات پیدا کرنے میں ملکہ رکھتے ہیں، الفاظ کی شگفتگی اور بے ساختگی ایسی کہ مخاطب اپنے کو بھول جاتا ہے، اپنے غم اور ذہنی الجھنوں سے نجات پا کر قلبی سکون حاصل کرتا ہے، بے تکلف اشعار کی زبان میں باتیں کرنا ان کا شعار ہے۔

مولانا کو ۱۹۵۹ء میں مدینہ طیبہ و مکہ معظمہ کی حاضری کا شرف نصیب ہوا تو وہاں کے مشاہیر علماء مشائخ اور اکابر محدثین سے علمی استفادہ کیا بخاری و موطا کی سندیں حاصل

Marfat.com

ہیں۔

مولانا کوثر کی ایک اور تصنیف سفر نامہ حرمین طیبین بے حد مقبول ہے اور طر
تحریر اس درد محبت سے لکھی گئی کہ ایک بار شروع کی جائے تو بغیر ختم کئے چین نہیں آتا ہے
اس مجموعہ کی تعریف بڑے بڑے جلیل القدر علماء نے کی ہے خاص طور پر قابل ذکر حضرت
مولانا مفتی احمد یار خان صاحب جو خود بھی بیسوں کتابوں اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں
صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ قرآن پر تفسیر کے مصنف ہیں اور حضرت علامہ شا
عارف اللہ صاحب مدظلہ العالی قابل ذکر ہیں ان لوگوں کی تعریف اور ستائش سے مولانا کوثر
امجدی کی بزرگی، علمی قابلیت اور سرکار ابد قرار ﷺ دلی کی سچی محبت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے
زیر نظر "جام کوثر" مسلمانوں کے دلوں میں وجد و کیف پیدا کرنے کا بیش بہا خزانہ اور مالک و
مولیٰ تعالیٰ کا بہترین عطیہ ہے۔ مولانا کوثر نے دین کی خدمت کے لئے اپنے کو وقف کر دیا
ہے ان کے وعظ سے دلوں کو لطف سرور حاصل ہوتا ہے، محمد ﷺ کی محبت دلوں
میں موجزن ہوتی ہے مدرسہ اشرف العلوم راجشاہی مشرقی پاکستان میں بچوں کو علم دین کی
تدریس فرمارہے ہیں ان کا خلوص ان کی محبت دلوں کو مسخر کرتی ہے۔

(مولانا کوثر کی دعاؤں کا طالب، وزارت رسول قادری رضوی)

Marfat.com

فہرست اغلاط کنزالایمان
وحاشیہ خزائن العرفان

(شائع شدہ تاج کمپنی بمطابق اول اشاعت)

مرتب: مولانا وزارت رسول قادری حامدی

نمبر شمار	صفحہ	سورہ	حاشیہ آیت	غلط	صحیح
۱	۸	البقرہ(۲)	حاشیہ ۳۳ بحوالہ آیت ۲۱	باوضو	بے وضو
۲	۸۳	ال عمران (۳)	حاشیہ ۱۰۶ بحوالہ آیت ۵۲	حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام	حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
۳	۱۴۰	النساء(۴)	آیت ۱۰۹	جھگڑے کا	جھگڑے گا
۴	۱۷۸	المائدہ(۵)	حاشیہ ۲۱۵ بحوالہ آیت ۸۹		یہاں صدقۂ فطر کے نصاب کے متعلق صدرالافاضل علیہ الرحمۃ کے قول پونے دو سیر گیہوں کے مقابلہ میں مولانا وزارت رسول نے ایک نوٹ تحریر کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تحقیق ۲ سیر ۳ چھٹانک ہے۔

Marfat.com

نمبر شمار	صفحہ	سورہ	حاشیہ آیت	غلط	صحیح
۵	۲۲۱	الاعراف(۷)	حاشیہ ۳۰ بحوالہ آیت ۲۲	حاجت پیش پیش نہ آئی تھی	حاجت پیش آئی تھی۔
۶	۲۲۶	ایضاً	حاشیہ ۸۱ بحوالہ آیت ۴۶	یارب ہمیں ظالم کے ساتھ نہ کر	تو کہیں گے یارب ہمیں ظلم کے ساتھ نہ کر
۷	۲۵۴	ایضاً	حاشیہ ۳۷۹ بحوالہ آیت ۱۹۴	اللہ کے مملوک و مخلوق بندے کسی طرح پوجنے کے قابل نہیں اس پر بھی اگر تم انہیں معبود کہتے ہو۔	اللہ کے مملوک و مخلوق ک طرح پوجنے کے قابل نہی اس پر بھی اگر تم انہیں معب کہتے ہو۔
۸	۲۷۹	التوبہ(۹)	حاشیہ ۸۲ بحوالہ آیت ۳۶	اور زیادہ کیا گئی	اور زیادہ کی گئی
۹	ایضاً	ایضاً	حاشیہ ۸۸ بحوالہ آیت ۳۸	جہاد میں جانا گراں معلوم ہو	جہاد میں جانا گراں معلوم ہوا۔
۱۰	۲۸۰	ایضاً	حاشیہ ۸۸ اور ۹۲		جہاں جہاں سید عالم ﷺ کیلئے حضرت اور حضور کا لفظ استعمال ہوا ہے وہاں مولانا وزارت رسول نے "صلی اللہ علیہ وسلم" درود کا صیغہ تحریر کیا ہے۔
۱۱	۲۸۳	ایضاً	حاشیہ ۱۳۴	یارسول اللہ عدل کیجئے	یارسول اللہ ﷺ عدل کیجئے نوٹ: مولانا وزارت رسول قادری نے سورۂ توبہ آیت

Marfat.com

نمبر شمار	صفحہ	سورہ	حاشیہ آیت	غلط	صحیح
					نمبر ۵۹ کو ولو انہم رضوا الخ کے حاشیہ پر یہ نوٹ دیا ہے کہ اس آیت کا ورد برائے برکت رزق مجرب ہے، روزانہ ۱۴۱ بار اول آخر درود شریف، وظیفہ جمعرات سے شروع کرے۔
۱۲	۲۹۲	التوبہ (۹)	حاشیہ ۲۱۳ بحوالہ آیت ۹۵	اوران پر ملامت و عتاب نہ کر	اوران پر ملامت وعتاب نہ کرو۔
۱۳	۲۹۹	ایضاً	آیت ۱۲۴	ان کو کے ایمان	ان کے ایمان
۱۴	۳۱۰	یونس (۱۰)	رکوع ۵	وقف النبی کے آگے صلعم لکھا ہے	وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۱۵	۳۲۴	ھود (۱۱)	آیت ۲۴	ایک اندھا اور بہر	ایک اندھا اور بہرا۔
۱۶	ایضاً	ایضاً	حاشیہ ۵۴ بحوالہ آیت ۲۷	اس امت میں بھی بہت سے بد نصیب سید انبیاء ﷺ کی شریعت کا انکار کرتے اور قرآن و حدیث کے منکر ہیں۔	اس امت میں بھی بہت سے بد نصیب سید انبیاء ﷺ کو شریکتے اور ہمسری کا خیال فاسد رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی سے بچائے۔
۱۷	۳۴۰	یوسف (۱۲)	حاشیہ ۱ بحوالہ سورہ	ایک ہزار چھ سو کلے	ایک ہزار چھ سو (۱۶۰۰) کلے
۱۸	۳۴۳	ایضاً	حاشیہ ۳۴ آیت ۱۵	حاجتمند بنا کر	حاجتمند بنا کر
۱۹	۳۵۴	ایضاً	حاشیہ ۱۸۸ آیت ۸۱	کجاوہ ان کے پیالہ میں نکلا	پیالہ ان کے کجاوے میں نکلا۔

Marfat.com

نمبر شمار	صفحہ	سورہ	حاشیہ آیت	غلط	صحیح
۲۰	۳۵۷	ایضاً	حاشیہ ۲۱۴ آیت ۹۶	غمگین گیا تھا	غمگین کیا تھا۔
۲۱	۳۵۷	ایضاً	آیت ۱۰۱	تو میرا کام بنانے والا ہے آخرت میں	تو میرا کام بنانیوالا ہے دنیا اور آخرت میں۔
۲۲	۳۶۶	الرعد (۱۳)	حاشیہ ۸۳ آیت ۳۱	کہ آپ ہماری نبوت مانیں	کہ ہم آپ کی نبوت مانیں۔
۲۳	۳۷۷	ابراہیم ۱۴	حاشیہ ۱۱۶ آیت ۴۸	وہ قول ہیں	دو قول ہیں۔
۲۴	۳۹۱	النحل (۱۶)	آیت ۳۱	اچھا گھر پر ہیز گاروں گا۔	اچھا گھر پر ہیز گاروں کا۔
۲۵	۴۱۷	بنی اسرائیل (۱۷)	حاشیہ ۱۱۷ آیت ۵۶	جب مقرب لوگوں کو خدا مانتے ہو۔	جب بتوں کو خدا مانتے ہو۔
۲۶	ایضاً	ایضاً	حاشیہ ۱۱۹ آیت ۵۷	وسیلہ بنانا جائز نہیں	وسیلہ بنانا جائز ہے۔
۲۷	۴۲۷	الکھف (۱۸)	حاشیہ ۱۵ آیت ۱۰	اپنا ایمان ظاہر کر سکتا تھا۔	اپنا ایمان ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔
۲۸	۴۳۹	ایضاً	حاشیہ ۱۹۰ آیت ۸۷	قیمامت میں	قیامت میں۔
۲۹	۴۶۲	طہٰ (۲۰)	آیت ۱۰۶	توزن کو	توزمین کو
۳۰	ایضاً	ایضاً	حاشیہ ۱۶۸ آیت ۱۱۱	سرکشی میں نہ رہگی	سرکشی نہ رہیگی
۳۱	۴۶۵	ایضاً	حاشیہ ۲۱۲ آیت ۱۳۵	انتظار کررہے ہیں	انتظار کر رہے ہو
۳۲	۴۷۶	الانبیاء (۲۱)	حاشیہ ۱۴۴ آیت ۸۳	جسم شریک میں	جسم شریف میں
۳۳	ایضاً	ایضاً	آیت ۸۴	دعا سن کی	دعا سن لی
۳۴	۴۷۷	ایضاً	آیت ۸۹	توسب سے بہتر لورلرث	توسب سے بہتر وارث۔
۳۵	۵۰۲	المؤمنون (۲۳)	آیت ۷۴	کے اختتام پر "الربع"	نہیں لکھا ہے حاشیہ پر "الربع" ہونا چاہیے

Marfat.com

نمبر شمار	صفحہ	سورہ	حاشیہ آیت	غلط	صحیح
۳۶	۵۳۶	الشعراء (۲۶)	حاشیہ ۹۲ آیت ۸۹	سوا ان کے	سوا تین کے
۳۷	۵۳۸	ایضا	آیت ۱۱۸	مجھے ار میرے	مجھے اور میرے
۳۸	۵۵۱	النمل (۲۷)	حاشیہ ۸۷ آیت ۴۶	عافیت ورحمث	عافیت ورحمت
۳۹	۵۵۹	القصص (۲۸)	حاشیہ ۲۸ آیت ۱۲	آب نے منھ میں	آپ نے منھ میں۔
۴۰	۵۷۵	العنکبوت (۲۹)	حاشیہ ۲۰ آیت ۱۰	کفر اختیار کر دیتے	کفر اختیار کر لیتے۔
۴۱	۵۷۷	ایضا	آیت ۲۵	جس سے	جن سے۔
۴۲	۶۰۳	السجدہ (۳۲)	حاشیہ ۲۹ آیت ۱۴	ایمان لائے تھے	ایمان نہ لانے تھے۔
۴۳	۶۰۵	الاحزاب (۳۳)	حاشیہ ۳ آیت ۱	اس میں خطاب تو سید عالم ﷺ نے امان دی	اس میں خطاب تو سید عالم ﷺ کے ساتھ ہے اور مقصود ہے آپ کی امت سے فرمانا کہ جب نبی اکرم ﷺ نے امان دی۔
۴۴	۶۰۷	الایضا	آیت ۱۰	اور تم پر طرح طرح کے گمان	اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان
۴۵	۶۰۹	ایضا	حاشیہ ۵۹ آیت ۲۲	وعدے ہیں سب سب سچے	وعدے ہیں سب سچے۔
۴۶	۶۱۵	ایضا	حاشیہ ۱۲۱ آیت ۵۰	وقت نزول آیت حضور کے ازواج میں	وقت نزول آیت حضور ﷺ کے ازواج میں۔
۴۷	۶۱۸	الاحزاب (۳۳)	آیت ۶۰	مگر مگر تھوڑے دن	مگر تھوڑے دن
۴۸	۶۲۲	سبا (۳۴)	حاشیہ ۳۳ آیت ۱۳	ایک لکن ہزار	ایک لگن میں ہزار
۴۹	ایضا	ایضا	حاشیہ ۲۷ آیت ۱۲	ایک مہینہ کی	ایک مہینہ کا
۵۰	۶۲۴	ایضا	آیت ۲۶	ہم میں	پھر ہم میں

Marfat.com

نمبر شمار	صفحہ	سورہ	حاشیہ آیت	غلط	صحیح
۵۱	ایضا	ایضا	آیت ۲۲	اور وہ ذرہ بھر کے	وہ ذرہ بھر کے
۵۲	۶۲۶	ایضا	آیت ۳۶	رزق وسیع وسیع	رزق وسیع
۵۳	۶۳۴	فاطر (۳۵)	آیت ۳۱	بیشک اپنے بندوں سے	بے شک اللہ اپنے بندوں سے
۵۴	۶۳۵	ایضا	آیت ۳۴	اللہ حمد	اللہ کی حمد
۵۵	۶۳۹	یٰسین (۳۶)	حاشیہ ۱۲ آیت ۱۲	امور غیر	امور خیر
۵۶	۶۴۵	الصفت (۳۷)	حاشیہ ۲ آیت ۱	نمازیوں	غازیوں غازیوں
۵۷	ایضا	ایضا	آیت ۲	جلائیں	چلائیں
۵۸	۶۵۱	ایضاً	آیت ۱۰۵	خوب	خواب
۵۹	۶۸۴	المؤمن (۴۰)	آیت ۵۵	اپنے کے گناہوں کی	اپنوں کے گناہوں کی
۶۰	۶۹۷	حم سجدہ (۴۱)	آیت ۴۰	قائم ہوگی	قائم نہ ہوگی
۶۱	۷۱۷	الدخان (۴۴)	آیت ۸	تمہاراراب	تمہارا رب
۶۲	۷۱۸	ایضا	حاشیہ ۱۴ آیت ۱۵	لوٹ لوٹو گے	لوٹو گے
۶۳	ایضا	ایضا	حاشیہ ۱۳ آیت ۱۴	جناب	جنات
۶۴	۷۳۹	الفتح (۴۸)	آیت ۲	تمہاری نعمتیں	اپنی نعمتیں
۶۵	۷۴۹	قٓ (۵۰)	آیت ۷	زونق جوڑا	بارونق جوڑا
۶۶	۷۵۱	قٓ (۵۰)	آیت ۳۱	لائی جائینگی پرہیزگاروں کے	لائی جائینگی جنت پرہیزگاروں کے
۶۷	۷۷۹	الحدید (۵۷)	حاشیہ ۳۴ آیت ۱۳	زر طلب کرو	نور طلب کرو
۶۸	۷۸۰	ایضا	حاشیہ ۴۵ آیت ۱۴	آئیں گے	آگئے
۶۹	۷۹۳	الحشر (۵۹)	آیت ۹	حاشیہ پر "اربع" نہیں لکھا	الربع
۷۰	ایضا	ایضا	آیت ۱۰	ایضا	ایضا
۷۱	۸۴۳	الدھر (۷۶)	آیت ۷	اپنی نفیں	اپنی منتیں
۷۲	۸۷۸	الکوثر (۱۰۸)	آیت ۳	خبر سے محروم ہے	خیر سے محروم ہے۔
۷۳	۸۷۹	الفلق (۱۱۳)	حاشیہ ۱	گیارہ گرہیں لی تھیں	گیارہ گرہیں لگی تھیں

Marfat.com

نوادرات

Marfat.com

دعائے بسم اللہ الرحمن الرحیم اعتصام حیدری

حق حق حق یا اللہ المحمود فی کل فعالہ یا اللہ اللھم صل علی سیدنا محمد بعدد من صلی علیہ وصل علی سیدنا محمد بعدد من لم یصل علیہ وصل علی سیدنا محمد کما تحب وترضی ان یصلی علیہ وصل علی سیدنا محمد کما تنبغی الصلوٰۃ علیہ وصل علی سیدنا محمد کما امرتنا بالصلوٰۃ علیہ من الازل الی الابد ۷ رباعی

ای فخر رسل کہ ذریعہ نامدی ای ز خلق حسن شفیع بر نیک و بدی

از پا فتادہ پریشان حالم تو فریاد رسا غمہ تبیدی خذ بیدی

دعای حیدری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الجلیل الجبار القاہر القہار اللھم صل علی سیدنا محمد سید القاہرین علی اعداء رب العالمین یا حیدر یا ابا تراب یا علی بن ابی طالب یا اسد اللہ الغالب یا ولی اللہ یا رجال اللہ یا مقبول اللہ یا محبوب اللہ یا ظہور اللہ

رباعی یا علی بر نفس درماندہ ام فریاد رس جز تو دیگر کس ندارم یا علی فریاد رس

بار منت از خسیسان جہان ناکشم زانکہ از تو داد خواہم یا علی فریاد رس

یا مظہر العجائب یا قہر انی مغلوب فانتصر یا حق تحققت بالحق والحق فی حق حقک یا حق یا فتاح یا قادر یا حی یا قیوم یا اللہ اللہ اکبر واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا عظیم بعظمت یا بعظمۃ وبعظمۃ فی عظمۃ عظمتک یا عظیم۔

(یہ دعائے اعتصام حیدری (نامل) اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے حضرت علامہ مولانا سید ھدایت رسول قادری برکاتی علیہ الرحمہ کو اپنے قلم مبارک سے لکھ کر عطیہ فرمائی تھی)

Marfat.com

يارب محمد يا مدبر يا خالق يا كريم يا رحيم يا فسيح السموات والارض
وما بينهما يا عليم يا محيي يا مميت يا منكر يا ضار يا جبار
يا جليل المتكبر على كل شيء بالعدل امره والصدق وعده يا جليل
جنودي مقهود وعدوي مقتول بقهرك يا قهار نقهرت
بالقهر والقهر في قهر قهرك يا قهار قهرتم اعدائي يا
قهار يا جبار يا مذل كل جبار عنيد بقهر عزيز سلطانه
يا مذل كل جبار يا نقيا من كل جور لم يرضه ولم يخالطه فعاله
يا نقي فقتلت بسيف الله - شعر ہر کس وسیله دارد وما بے وسیلایم
مارا وسیله نیست بجز مرتضی علی - یا علی گفتم که لمعانی بدر مانت رسم
یا علی در مانده ام مرا اکنون رافریاد رس - لایلف قریش ایلفهم
رحلة الشتاء والصيف وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى
يا قوي يا قاهر ذا البطش الشديد انت الذي لا يطاق انتقامه
يا قاهر قهر فادفع اعدائي من قهرك وانت اشد القاهرين

اختتام

حق حق حق رباعی مشتاق آفتاب جمال محمدیم ما را اگر ہست لاف غلامی مصطفی
ما بنده محمد و آل محمدیم یک کمترین غلام بلال محمدیم

اللهم صل على سيدنا محمد بعدد من صلى عليه وصل على سيدنا
محمد بعدد من لم يصل عليه وصل على سيدنا محمد كما
تحب وترضى ان يصلى عليه وصل على سيدنا محمد كما ينبغي الصلوة
عليه وصل على سيدنا محمد كما امرتنا بالصلوة عليه من الازل

Marfat.com

الٰہی الاسباب یا حق (فائدہ) اگر این دعا را برای امور جمالی شروع کنند
این اسم یا حمید الفعال الخ چہل دیکبار بخوانند و بنا بر امر جلالی ہم
ہمین قدر قراۃ کنند مگر بجای لفظ یلطفہ ۔ بقہرہ بخوانند یا حمید الفعال
ذا المن علی جمیع خلقہ بلطفہ یا حمید یا غیاثی عند کل کربۃ
ومجیبی عند کل دعوۃ ومعاذی عند کل شدۃ ومونسی
عند کل وحشۃ ورجائی حین تنقطع حیلتی یا غیاثی

رباعی دوا کن درد مندم یا علی ابن ابیطالب ۔ روا کن مستمندم یا علی ابن ابیطالب
سرا پا ما صیم کس دست این عاجز نمیگیرد ۔ بتو فریاد مندم یا علی ابن ابیطالب

نادِ علیاً مظہر العجائب ۔ تجدہ عوناً لک فی النوائب
کل ہم وغم سینجلی بنبوتک یا محمد بولایتک یا علی یا علی یا علی

رباعی یا رب در خلق تکیہ گاہم نکنی ۔ محتاج گدا و بادشاہم نکنی
این موی سپید کردی از کرم ۔ با موی سپید رو سیاہم نکنی ۔

اللّٰہم صل وسلم علی سیدنا محمد معدن الجود والکرم وآلہ وسلم

ختم شد اختتام حسد ربی

چہل روز معتکف شود و اوام بند دوا نادرختہ پوشد و با کسے مخاطب نشود و یک
مرد خادم پرہیزگار مقرر کند برائے آب وخورش آرد و از مکان اعتکاف
بیرون نیاید مگر برائے انجا رود تشکل زمان ابشہ نہ بیند و روزانہ صباح غسل پاک بجا آرد
و با سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی بہر چہار نقل گرد خود حصار کردہ بعد قراۃ قبلہ رو نشیند
و اگر برای حاجتے بیرون از حصار شود باز حصار تازہ کند و در غذا از جملہ حیوانات
وانچہ از حیوان بر آید مثل گوشت و شیر و جغرات و روغن گاو وغیرہ و شکر و شہد

Marfat.com

و نسیفه و ماهی و انشا پر به پوشش سبز و پیاز نعناع و حلیت و شباب خوردن و کشیدنی

و پرهیز از آنها پیش لازم دانند و هر روز تهجد دعا بهر استقامت و اختتام مکمده و ده بار

بعد نام پاک امیرالمومنین سیدنا و مولانا علی کرم الله وجهه تلاوت کنند بعد ختم جلیه

نصر قلب الاجر قدر شب بسم الله ... سازند و دیگر در روزانه این دعا مع استقامت و اختتام

خوانده باشند یکبار بعد نماز فجر و یکبار بعد نماز عصر از فقیر احمد رضا قادری مسلک را که

احضوری و فاروقی و عثمانی و علوی ارشاد ... بشرط پابندی شرع ... صحبت عشاق

اجازت است و بالله التوفیق - فقیر احمد رضا قادری عفی عنه ۹ شعبان ۱۳۳۸ ... روز خمیس

Marfat.com

۴۸۶

خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف
۷ ؍ ذیقعدہ ۶۲ھ

عزیز مکرم سلمہٗ۔ سلام مسنون نیاز مشحون۔
محبت نامہ وصول ہو کر کاشف حالات ہوا۔ نوید تازہ
تہنیت ملکر بیحد مسرت ہوئی کہ عزیز محترم عبدالہادی خان
صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو مولائے جلیل رب کریم نے دولت
فرزند سے نوازا۔ فقیر کی دلی دعا ہے کہ خدائے عزوجل
فرزند نو مولود کو بطفیل حضور پرنور رحمۃ للعالمین سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم خادم دین متین مصطفیٰ بنائے اور والدین
کے لئے نور چشم راحت جان رکھے آمین۔ فقیر کی طرف
سے آپ عزیزہ سلمہا کو بہت بہت مبارکباد دیجئے۔ گھر میں
سب لوگ اس خوشخبری سے مسرور ہیں اور عزیزہ
کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ فرزندم عزیز نعمانی
میاں سلمہ بخیر و خوش ہیں اور مولود مسعود کیلئے ہدیہ تعویذات
پیش کرتے ہیں ان کو بچہ کے گلے میں موم جامہ کرکے ڈالیں
اپنی بہن کو سلام کہتے ہیں اور مبارکباد پیش کرتے ہیں۔
ملک پور کیلئے فقیر نے اپنے تمام ہمراہیوں کا قصد ملتوی
کر دیا۔ کئی مقامات کے لوگ فقیر کو لینا چاہتے ہیں
مگر فقیر نے اس سفر کو ترجیح دی
۔ بار آئندہ صحت باقی۔ مولیٰ کریم عزیزہ کو صحت
سے رکھے اور شفائے عاجلہ کاملہ بخشے۔ والدعا
فقیر رضوی غفرلہ

(مکتوب حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمۃ بنام مولانا وزارت رسول قادری علیہ الرحمہ

اس خط میں نومسلم (بنگالی) عبدالھادی مرحوم کے فرزند تولد ہونے پر مبارکباد پیش کی ہے

اور نومولود کیلئے ایک تعویز بھی بھیجا ہے یہ خط انہوں نے کسی اور سے تحریر کروایا ہے)

Marfat.com

باسمہ سبحانہ

عزیزہ عفیفہ دامت عصمتہا

بعد دعائے سلامتی جان و ایمان و برکت دارین و دولت کونین مسرت نامہ ملا باعث انکشاف حالات ہوا
مرزا انجم وہاب کے تعددات میں کامیابی کی خبر فرحت اثر مجھے اودے پور ملی تھی جبکہ میں راجپوتانہ کے سفر میں تھا
میں نے اوسی میں مبارکباد و دعا نامہ وہیں سے تحریر کر دیا تھا۔ اور اپنا اظہار مسرت اور مزید مبارکباد اب تحریر کرتا ہوں ۔
فقیر کے دل سے دعا ہے کہ مولی تعالی اونہیں چشم زخم اعدا سے محفوظ رکھے اور اونکی ہمشیرہ عزیزہ فقیری دختر زادی کو
صحت و ثبات عطا فرمائے۔ میں نے جب یہ خبر پائی کہ وہ پھر علیل ہوگئیں فکر لاحق ہوا ہے۔ یہ گزارش ہے بدایات [illegible]
جلد شفاء عطا فرمائے۔ میں یہاں از حد عدیم الفرصت ہوں سیکڑوں روپئے کے کام چھوڑے ہوئے ہیں۔ تعمیر خانقاہ شریف
جاری ہے۔ کتب دینیہ کی اشاعت کا کام ہو رہا ہے۔ میرے جاگیری دیہات جنکے وقف کا میں متولی ہوں اونکے لیے بغیر دورہ کام
سر پر ہیں۔ مستفتیان کی خواہش ہے کہ میں بذات خود اسکی طرف توجہ کروں دارالافتاء کا کام اسکی نگرانی بھی ضروری ہے
دارالعلوم منظر اسلام کے انتظام کا وقت ہے اسمیں بھی میری اشد ضرورت ہے۔ میری چھوٹی ہمشیرہ کے شوہر کا انتقال ہوا
اونکے دیہات کا کام اونکا انتظام کرنا اور اونکے نام داخل خارج کرنا بھی ضروری ہے۔ ان اشد ضروریات کی وجہ سے مجھے اس
طویل سفر پر اقدام کرنا اور اس ہجوم کار اور کثرت افکار کے باعث آستانہ عالیہ چھوڑنا ایک امر دشوار تھا۔ مگر عزیزہ فقیر کی
علالت نے مجھے زیادہ پریشان کر دیا ہے اور بار بار اس خط نے اور بھی جذبات ابھار دئے اونکی والدہ محترمہ ان ظلمات کی تحریر ایسی نہیں
کہ میں اوسے نظر انداز کروں لہذا میں فیصلہ کرتا ہوں کہ میں للت پور دیکھوں گا اور جاؤنگا۔ [illegible] کو میری آمد کا تار یا خط
[redacted] بھیجدیا جائے۔ اور یہاں فوراً اسکی اطلاع آنا چاہیے جو تمہارے ہمراہ رکاب ہوں میں منتظر جواب و باہر رکاب ہوں [redacted]
میں راغب بیگم کی ملازمت کیلیے سی۔ آئی۔ ڈی۔ کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ناصر خاں صاحب کو سفارشی خط لکھا تھا
افسوس کہ وہ ابتک برسر کار نہ ہوا۔ میں عزیزم ڈاکٹر محمد سعید سلمہ کیلیے دعا کرتا ہوں مولی تعالی اونکا حامی و ناصر رہے۔
ہمشیرہ عزیزہ طریقت کو دعا و سلام۔ والدعا

گدائے درگاہ فقیر حامد رضا قادری رضوی بریلوی
گدائے سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ بریلی

(مکتوب حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ، بنام سکینہ بیگم بنت مولانا علامہ سید ہدایت رسول قادری)

Marfat.com

یہ دعا نامہ مولوی وزارت رسول سلمہٗ کے گھر بھیجوا دو۔
۱۲/۹

بمطالعہ عزیز مکرم جناب مولوی وزارت رسول صاحب سلمہ المولیٰ تعالیٰ

بعد سلام مسنون و دعا خلوص مشحون آج عزیزم محمد داد خاں سلمہٗ کے خط سے معلوم ہوا کہ تمہارے پہلوٹی لخت جگر نو پید نے داغ فراق دیا حقیر کو اس سے بہت صدمہ ہوا مولا عزوجل تمہیں اور اوسکی والدہ اور اوسکی دادی اور اوسکی پھوپھی سبکو توفیق اجر و صبر عطا فرمائے اور نعم البدل عطا کرے۔ اولاد دل کا پھل ہوتی ہے اور چھوٹے بچے کا بہت صدمہ ہوتا ہے مگر صبر و شکر کرنا چاہئے اگر وہ تمہارے لئے بخشش قیمہ شفاعت کے اوسکی مرضی پر راضی رہنا چاہئے کہ تم نے اوسکی امانت کو بہتر حالت میں سپرد خدا کیا اور وہ تمہاری گود سے بہتر گود میں کھیل رہا ہے اور ابدی راحتوں اور جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہے تمہیں اسپر دلگیر ہونا نہ چاہئے جزع فزع سے اجر ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور مردہ تکلیف پاتا ہے ہرگز بے صبری نہ کرنا چاہئے دنیا فانی اور یہ رشتے بیان کی آنی جانی ہے مولا باقی باقی فانی ہے۔

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے۔
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے۔

والد اور والدہ سے مرا یہ دعا نامہ سبکو سنا دو۔
اوسکی تلقین صبر کرو۔ مزید سب عزیزان طریقت کو
سلام مسنون دو دو۔

(وجاہت رسول قادری کے ایک نومولود بھائی کے انتقال پر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا علیہ الرحمۃ کا تعزیت نامہ)

Marfat.com

عزیز محترم جناب مولوی وزارت رسول صاحب سلمہ

بعد سلام مسنون آپکا بھیجا ہوا دس روپیہ ماہانہ ادراج وصول ہوا مولیٰ تعالیٰ

شاد و آباد رکھے اور فیوض برکات [illegible] اعلیٰحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ

سے مستفیض فرمائے ۔ [illegible] چوٹ لگی ہوئی تھی جلد صحت و عافیت

[illegible] چوٹ لگ جانے سے [illegible]

عطا فرمائے اپنی ترقی کی خیر سے بہت مسرت ہوئی مولیٰ تعالیٰ ترقی پر ترقی

مبارک فرمائے آپکے گھر میں بچوں کو اور [illegible] عزیزہ سلمہا کو

دعا کہیئے اور اپنی والدہ محترمہ و ماموں صاحب کو سلام و دعا

فرمائیے مرزا اچھو صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ کہاں ہیں

اور کیسی ہیں اور انکی خیریت سے بھی مطلع فرمائیے

اگر یہاں ہوں تو میری دعا کہیئے اور انکی والدہ اور مرزا اچھو صاحب

کو میری طرف کا سلام فرمائیے ۔ والدعا فاتحہ بخیر و امیر [illegible]

الفقیر محمد حامد رضا القادری الرضوی [illegible]

زیب سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ سوداگران [illegible]

راقم نعمانی

(مکتوب حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بقلم مولانا حماد رضا (نعمانی میاں) بنام مولانا وزارت رسول قادری)

Marfat.com

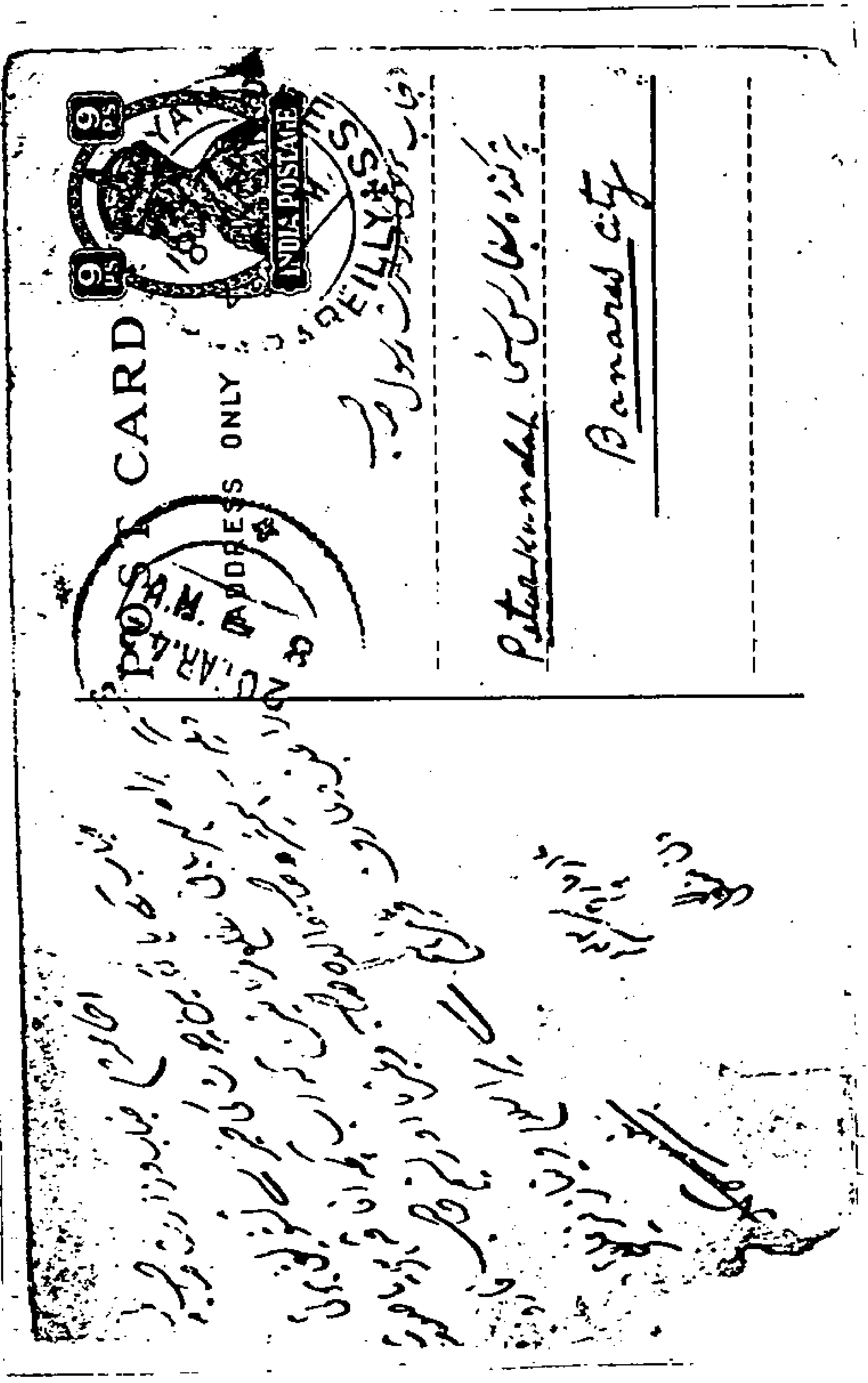

Marfat.com

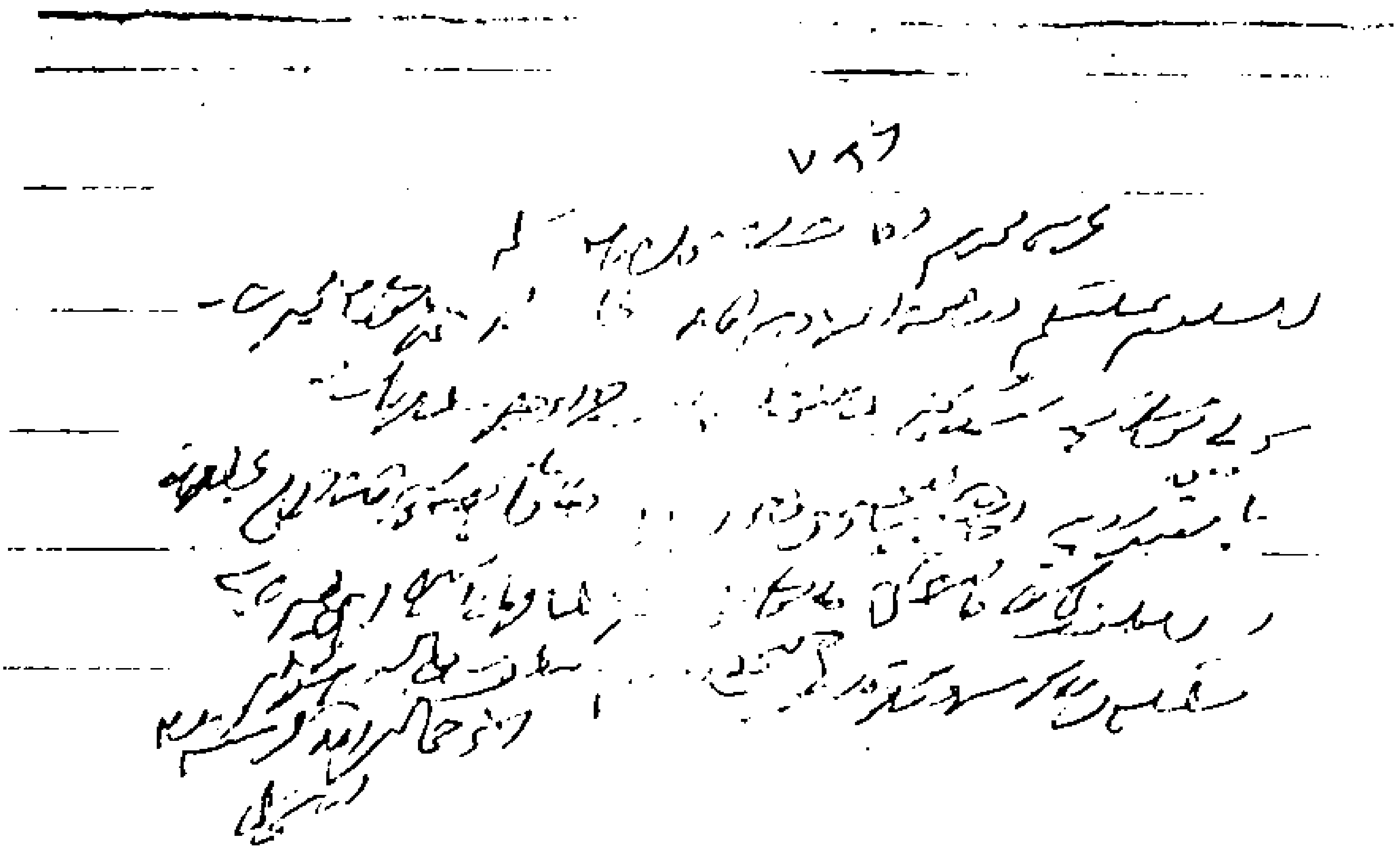

(مکتوب حضرت مفتی اعظم علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ، بنام وجاہت رسول نوری رضوی قادری)

Marfat.com

بسمہ وحدہ

درۃ تاج العظمۃ والجلال غرۃ ناصیۃ
الفضل والکمال دام اقبالہ وعم نوالہ
سلام مسنون نیاز فقیر نوبت اول
بوساطت مکاتبت شرف اندوز نیاز ہوتا ہے

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند — آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

علامہ کوثر ابدی مدعمرہ و مجدہ نے آپکا مکتوب گرامی
مجھ تک پہونچایا جو آپکا مسند خیر البراد صحیفہ مبارکہ
میری کتاب کشف المعزن نیلی رحم کے قبل دوال
مجلس ملت جناب بسماندگان مجاہد ملت قدس سرہ
کو دیجئے کہ مجھ میری طرف سے سلام و دعا قبول ہو
فقط [illegible]

محمد سید وزارت رسول قادری
۴ ذیقعدہ ۱۳۸۷ھ
یکشنبہ [illegible]

[illegible]

(مکتوب بنام مولانا محمد سید وزارت رسول قادری، مکتوب الیہ، مولانا عزیز اللہ نعیمی بلیاوی)

نوٹ: خط میں ''مجاھد ملت'' سے مراد علامہ سید ھدایت رسول ہیں

Marfat.com

[illegible]

عزیزہ سلمہا بعد دعا

[illegible]

(مکتوب حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا علیہ الرحمۃ بنام سکینہ بیگم بنت مولانا سید ہدایت رسول قادری برکاتی لکھنوی)

نوٹ: اس مکتوب کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں حجۃ الاسلام نے مولانا امانت رسول قادری (حیدر آباد دکن) کی اس پیش کش کو رد فرمایا کہ نواب حیدر آباد کے پاس ''مفتی اعظم'' کا عہدہ خالی ہے اگر حضرت خواہش فرمائیں تو نواب صاحب بآسانی انہیں یہ عہدہ دے سکتے ہیں۔ آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی پیروی فرماتے ہوئے نوابوں اور رئیسوں کی کاسہ لیسی کرنے کی بجائے اپنے آقا رسول اللہ ﷺ کے دین کے ابلاغ اور علوم دینیہ کی نشر و اشاعت کو ترجیح دی۔ اس کے علاوہ اس وقت کی کئی علمی سرگرمیوں کی خبر بھی اس مکتوب میں ہے)

Marfat.com

[illegible]

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ)

[illegible]

الفقیر تقدس علی القادری الرضوی
غفرلہ ربہ القوی
۱۰ صفر المظفر [illegible]

(اجازت وخلافت نامہ بنام وجاہت رسول قادری، منجانب حضرت علامہ تقدس علی خاں علیہ الرحمہ)

Marfat.com

بنام نزاہت رسول سلمہ   لسم رضیہ

ربنا الاحبابیں قضیت

سایہ پاک نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بر سر تو حنفی ہستی   قادری بارگہ بمیران عناصر چشتی

تا رگ ہوش دہد تک صدق جواب الست   تا ابد باد ترا فخر غیور ہستی

و دعاء الغائب للغائب فلا اعدوان علی ۔ و اللہ علی ما نقول وکیل

(بنام برادر اصغر سید نزاہت رسول قادری، تحریر مولانا عزیز اللہ نعیمی بلیاوی)

Marfat.com

جامعہ [illegible] مظہر اسلام ۲۹۶/۹۲ ۷ رجب ۹۵ھ

[illegible] لائل پور

محب محترم زید لطفہ

[illegible] دعوات صالحہ - [illegible]

مزاج گرامی ؟ کہاں تم اور کہاں ہم - آپ مشرقی
پاکستان میں اور ہم مغربی پاکستان میں کیا ہی اچھا
ہوتا آپ یہاں [illegible] - ملاقات ہوتی - حضرت
حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز کی یادتازہ ہوتی -
۱۶، ۱۷ شعبان معظم جمعرات جمعہ مطابق ۲۹، ۳۰
مارچ سالانہ جلسہ دستار فضیلت ہے - آؤ اور
جامعہ رضویہ اور اس کے جلسے کے منظر کو دیکھو -
مزید یہ معلوم ہوا کہ آپ کے عزیز محمد اسحاق اور انکی
اہلیہ جو آپکی بھانجی ہیں وہ لائل پور میں ہیں چنانچہ
مولوی محمد اسحاق صاحب کو یہاں بلایا وہ آج مغرب کے
بعد [illegible] - بنارس کی یاد تازہ ہو گئی -
[illegible] بنارس کی خصوصیتیں خیال میں متصور ہوئیں
کل ایک بجے کا [illegible] اور محفل میلاد انکے یہاں کرے -
لکھتے ہیں کہ وہ تین سال سے یہاں ہیں اور ان

(مکتوب شیخ الحدیث علامہ محمد سردار احمد علیہ الرحمۃ بنام مولانا سید وزارت رسول حامدی رضوی قادری علیہ الرحمۃ)

Marfat.com

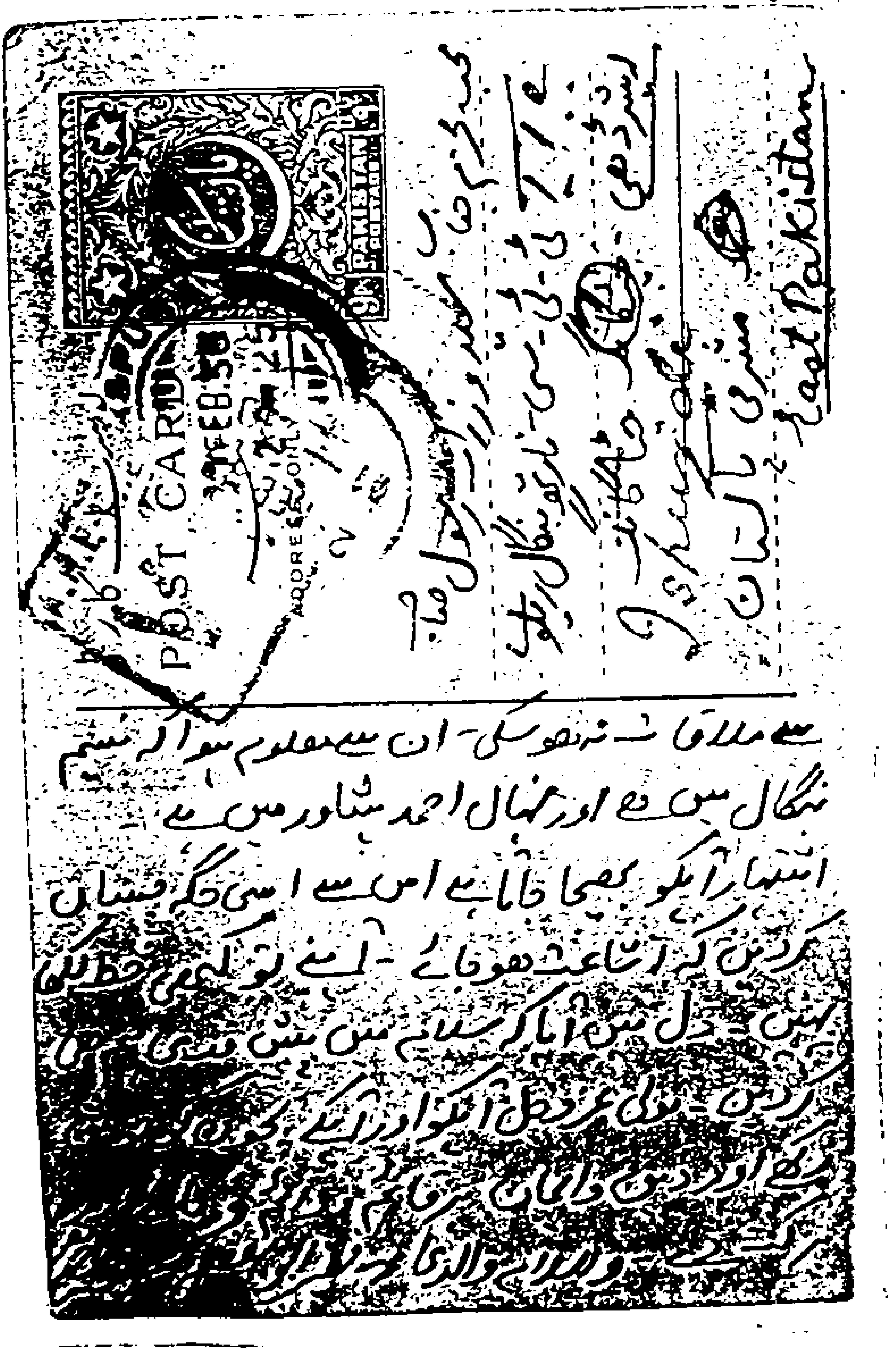
PAKISTAN POSTAGE
POST CARD
ADDRESS ONLY
East Pakistan

سے ملاقات نہ ہو سکی۔ ان سے معلوم ہوا کہ نسیم
بنگال میں ہے اور نہال احمد پشاور میں ہے
اشتہار آپکو بھیجا جاتا ہے اس سے اسی جگہ پاکستان
کر دیں کہ اشاعت ہو جائے۔

Marfat.com

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

امابعد اجازت طلب کی اس فقیر حقیر سے دلائل الخیرات شریف پڑھنے کی
محبی مخلصی جناب وجاہت رسول قادری رضوی نے لہٰذا یہ فقیر انہیں
علی برکۃ اللہ و علی برکۃ رسولہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اس مقدس کتاب شریف کے پڑھنے کی اجازت دیتا ہے کہ فقیر کو اپنے پیر و مرشد
و مقتدر مشائخ کرام سے روایت ملی اور فقیر دعا کرتا ہے کہ مولیٰ عزوجل
بطفیل سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم منظور کرے اور مداومت کی توفیق
مرحمت فرمائے اور دارین میں اس کے فوائد و برکات سے انہیں
بہرہ ور کرے اور امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی دعوات صالحہ میں
اس فقیر حقیر کو یاد رکھیں گے۔ فقط کتبہ فقیر قادری رضوی
محمد مصلح الدین صدیقی
خطیب و امام میمن مسجد کھوڑی گارڈن
کراچی
۱۱ رجب ۱۳۹۸ھ

(اجازت دلائل الخیرات بقلم مولانا مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمۃ بنام وجاہت رسول قادری)

Marfat.com

قطعہ سال وصال

حضرت سید وزارت رسول قادری نور اللہ مرقدہ

"تذکرۂ صلاح و تقویٰ"

۱۹۷۶ء

ایک مجموعۂ فضائل تھا
وہ وزارت رسول با اقبال

گل و گلزار حسن مصطفوی
حیدری باغ کا نہال کمال

خوشنما پیکر جلالت فخر
جاہ و اجلال عارفاں کی مثال

زہد و تقویٰ میں تھا بلند مقام
وہ ستودہ صفات و نیک خصال

فیض یاب رضا و حضرت غوث
وہ خجستہ نصیب و فرخ فال

اس کے آثار ہیں یقیں افروز
شوق انگیز اس کے ہیں احوال

"نامیٔ شہر معرفت" طارق

۱۳۹۶ھ

اس مکرم کا ہے وصال کا سال

مکرمی سید وجاہت رسول قادری زید مجدہ کی نذر

از: طارق سلطان پوری

Marfat.com

Marfat.com

ادارہ

زیرِ سرپرستی
پروفیسر
ڈاکٹر محمد
مسعود احمد
ایم اے ۔ پی ایچ ڈی

مدیر اعلیٰ صاحبزادہ وجاہت رسول قادری
مدیر پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
نائب مدیر اقبال احمد اختر القادری

بانی
مولانا سید
محمد ریاست
علی قادری علیہ الرحمہ

چراغ علم جلاؤ

ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

خود بھی رکن بنئے اور احباب و رشتہ داروں کے نام رسالہ جاری کرواکر چراغ علم جلائیے۔

سالانہ رکنیت فیس =/120 روپیہ، تاحیات =/4000 یکمشت، بیرون ممالک =/10 ڈالر تاحیات =/300 ڈالر یا اس کے مساوی پاکستانی کرنسی رقم بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ارسال فرمائیں رسالہ ہر ماہ آپ کے دیئے پتے پر ملتا رہے گا، اپنا پتہ صاف تحریر فرمائیں

رابطہ :- ۲۵، جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی۔ 74400، پوسٹ بکس نمبر 489
فون :- 021-7725150-7771219، اسلامی جمہوریہ پاکستان (E.mail:marifraza@hotmail.Com)

Marfat.com

ادارہ

بانی
مولانا سید محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمہ

مدیر اعلیٰ: صاحبزادہ وجاہت رسول قادری
مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
نائب مدیر: اقبال احمد اختر القادری

زیر سرپرستی
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم اے ۔ پی ایچ ڈی

چراغ علم جلاؤ

ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

خود بھی رکن بنئے اور احباب و رشتہ داروں کے نام رسالہ جاری کرواکر چراغ علم جلائیے ۔

سالانہ رکنیت فیس =/120 روپیہ ، تاحیات =/4000 یکمشت ، بیرون ممالک =/10 ڈالر تاحیات =/300 ڈالر یا اس کے مساوی پاکستانی کرنسی رقم بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ارسال فرمائیں رسالہ ہر ماہ آپ کے دیئے پتے پر ملتا رہے گا، اپنا پتہ صاف تحریر فرمائیں

رابطہ :- ۲۵، جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی۔ 74400، پوسٹ بکس نمبر 489
فون :- 021-7725150-7771219، اسلامی جمہوریہ پاکستان (E.mail:marifraza@hotmail.Com)

Marfat.com

ادارہ

بانی
مولانا سید محمد ریاست علی قادری علیہ الرحمہ

مدیر اعلیٰ صاحبزادہ وجاہت رسول قادری
مدیر پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
نائب مدیر اقبال احمد اختر القادری

زیر سرپرستی
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم اے ۔ پی ایچ ڈی

چراغ علم جلاؤ

ماہنامہ معارف رضا کراچی

خود بھی رکن بنئے اور احباب و رشتہ داروں کے نام رسالہ جاری کروا کر چراغ علم جلایئے۔

سالانہ رکنیت فیس =/120 روپیہ، تاحیات =/4000 یکمشت، بیرون ممالک =/10 ڈالر تاحیات =/300 ڈالر یا اس کے مساوی پاکستانی کرنسی رقم بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ارسال فرمائیں رسالہ ہر ماہ آپ کے دیئے پتے پر ملتا رہے گا، اپنا پتہ صاف تحریر فرمائیں

رابطہ :- ۲۵، جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی۔74400، پوسٹ بکس نمبر 489
فون :-021-7725150-7771219، اسلامی جمہوریہ پاکستان (E.mail:marifraza@hotmail.Com)

Marfat.com
Marfat.com
Marfat.com